73

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔جنوری 2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوالات (محکمہ جات امداد باہمی اور سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹسز

علیحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ آرڈیننس (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ 2009 (آرڈیننس نمبر 1 بابت 2010)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون ایگزامنیشن کمیشن پنجاب مصدرہ 2010 (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون ایگزامینیشن کمیشن پنجاب مصدرہ 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ خوراک پر عام بحث

75

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

جمعرات، 21۔جنوری2010

(یوم الخمیس، 5۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر58منٹ

پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِoمَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِoيَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِي ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوۡرَةُ الرَّحمٰن آیات 17 تا 28

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںo دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہےo اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گیo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گےo

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

میری الفت مدینے سے یوں ہی نہیں میرے آقا کا روضہ مدینے میں ہے
میں مدینے کی جانب نہ کیسے کھنچوں میرا دین اور دنیا مدینے میں ہے
پھر مجھے موت کا کوئی خطرہ نہ ہو، موت کیا زندگی کی بھی پروا نہ ہو
کاش! سرکار اک بار مجھ سے کہیں اب تیرا مرنا جینا مدینے میں ہے
سرور دوجہاں سے دعا ہے میری ہاں بدو چشم ترالتجا ہے میری
ان کی فہرست میں میرا بھی نام ہو جن کا روز آنا جانا مدینے میں ہے
جب نظر سوئے طیبہ روانہ ہوئی، ساتھ دل بھی گیا ساتھ جاں بھی گئی
میں منیر اب رہوں گا یہاں کس لئے میرا سارا اثاثہ مدینے میں ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معزز اراکین اسمبلی ہمارا ساؤنڈ سسٹم جیسا کہ کل خراب ہو گیا تھا انہوں نے اس کو ٹھیک بھی کیا ہے مگر اس میں ابھی خرابی آ رہی ہے اس لئے التماس ہے کہ براہ مہربانی جب ضمنی سوالات کئے جائیں تو ایک ہی آدمی بولے کیونکہ عارضی سسٹم میں صرف ایک ہی آدمی بول سکتا ہے۔ میں آپ سے پرزور التماس کرتا ہوں کہ relevant رہیں۔ ایک سوال کریں اور اس کا جواب سنیں۔ یہ نہیں کہ پانچ سات آدمی کھڑے ہو جائیں اور اس پر سوالات کرنے شروع کر دیں یا cross talk شروع کر دیں۔ system out of order ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ جس طرح حکم فرماتے ہیں ہماری طرف سے اس پر عملدرآمد ہوتا ہے؟ اس سسٹم کی خرابی کی آڑ میں کہیں یہ تاثر نہ جائے کہ حکومت نے خود سسٹم کو خراب کروایا ہے؟

جناب سپیکر: میں یہ ذمہ داری کسی پر نہیں ڈال رہا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ خدشہ جاتا ہے کہ یہ حکومتی بنچوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔ ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کرنی ہے لہذا مہربانی فرما کر اس کو جلدی ٹھیک کروالیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے relevant بات کی ہے تو میں relevant رہ کر بات کروں گی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سوالات

(محکمہ جات امداد باہمی اور خصوصی تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات امداد باہمی اور خصوصی تعلیم سے متعلقہ سوالات کئے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔آج کا پہلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔ جی!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1109 ہے اور وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

پنجاب میں پراونشل کوآپریٹو بنکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1109: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں ہیں اور اس وقت تک اس بنک نے کسانوں کے لئے کتنی مالیت کے زرعی قرضے کس شرح سود پر جاری کئے ہیں؟

(ب) کیا پراونشل کوآپریٹو بنک شرح سود میں کمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کیا اس سلسلہ میں سٹیٹ بنک کے حکام سے مذاکرات کئے گئے ہیں اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟

(ج) کیا پراونشل کوآپریٹو بنک، کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو بھی اپنے ترقیاتی کام مکمل کرنے کے لئے قرضے دینے کو تیار ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد 159 ہے اور بنک ہذا نے سال 1977 سے اب تک مختلف مدات میں چھوٹے کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو مالی معاونت فراہم کی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

پیداواری قرضہ جات برائے کھاد بیج وغیرہ	91894.798 ملین روپے
درمیانی مدت ولائیوسٹاک کے قرضہ جات	2249.432 ملین روپے

مائیکرو فنانس شخصی قرضہ جات	7322.756 ملین روپے
میزان	101466.986 ملین روپے

بنک ہذا مختلف ادوار میں مختلف شرح مارک اپ پر قرضہ جات فراہم کرتا رہا ہے تاہم موجودہ شرح مارک اپ 13 فیصد تا 16 فیصد سالانہ ہے۔

(ب) بنک ہذا زرعی قرضہ جات کی تقسیم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے دی جانے والی سالانہ کریڈٹ لائن میں فراہم کرتا رہا ہے جو سٹیٹ بنک آف پاکستان گورنمنٹ آف پاکستان کے چھ ماہ کی اوسط ٹریژری بلز ریٹ پر فراہم کرتا رہا ہے۔ سٹیٹ بنک سے جو کریڈٹ لائن میسر تھی وہ مالی سال 07-2006 تک برقرار رہی ہے اس کے بعد سٹیٹ بنک آف پاکستان نے سالانہ کریڈٹ لائن منقطع کر دی ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان سے فنڈز کی آخری قسط دوران مالی سال 07-2006 بشرح 8.9017 فیصد سالانہ کے حساب سے وصول کی گئی ہے۔ اس قابل ادائیگی شرح فیصد کے ساتھ ساتھ بنک نے اپنے انتظامی اخراجات Cost of fund بھی پورے کرنے ہوتے ہیں جس کو مد نظر رکھتے ہوئے بنک ہذا نے 13 سے 16 فیصد مارک اپ کا تعین کیا ہے جس میں موجودہ حالات کے پیش نظر مزید کمی کی گنجائش نہ ہے کیونکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان میں شرح فیصد میں کمی تو درکنار کریڈٹ لائن ہی منقطع کر دی ہے۔

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے سالانہ کریڈٹ لائن منقطع ہو جانے کے بعد فنڈز کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے اور بنک ہذا اس وقت اس پوزیشن میں نہ ہے کہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو ان کے ترقیاتی کام مکمل کرنے کے لئے قرضہ جات کا اجرا کر سکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مائیکرو فنانس شخصی قرضہ جات کی وضاحت کر دیں کہ یہ کون سا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! دو قسم کے قرضے ہوتے ہیں ایک سوسائٹی کے ذریعے قرضے دیئے جاتے ہیں اور دوسرے شخصی ہوتے ہیں جنہیں لائیو سٹاک کے شعبہ کی ترقی و ترویج کے لئے انفرادی طور پر جاری کیا جاتا ہے جسے مائیکرو فنانس اور شخصی قرضہ کہا جاتا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 2006-07 میں سٹیٹ بنک آف پاکستان نے کریڈٹ لائن منقطع کر دی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا یہ موجودہ حکومت کی ناکامی نہیں ہے؟ وزیر موصوف یہ بھی فرمائیں کہ موجودہ حکومت نے منقطع کریڈٹ لائن کی بحالی کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2006-07 میں جب سٹیٹ بنک آف پاکستان نے کریڈٹ لائن منقطع کی تو اس وقت موجودہ حکومت نہیں تھی اور اس وقت سٹیٹ بنک کا مؤقف تھا کہ اسے ختم کر دیں یا کسی بنک میں ضم کر دیں چنانچہ ہماری حکومت کے موجودہ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے تین میٹنگز میں deliberation کے بعد فیصلہ کیا کہ چونکہ یہ بنک چھوٹے شخصی قرضے فراہم کرتا ہے تو اسے بند کیا جائے اور نہ ہی پنجاب بنک میں ضم کیا جائے بلکہ اس کا انفراسٹرکچر بنایا جائے، re-structuring کی جائے، بورڈ آف ڈائریکٹر کو revise کیا جائے، ڈسٹرکٹ مینجر کا غیر ضروری tier ختم کیا جائے، اور سٹاف کی رائٹ سائزنگ کی جائے یا revamping کا کام شروع کیا جائے تو ڈسٹرکٹ مینجر کا tier ختم کر دیا گیا ہے اور ضلعی برانچوں کے اختیارات میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور M.D کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔ کوآپریٹو بنک نے سٹیٹ بنک کا پیسا دینا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے کریڈٹ لائن منقطع کر دی تھی۔ 8۔ارب روپے کا loan جو گورنمنٹ نے سٹیٹ بنک کو دینا تھا اس 8۔ارب روپے میں سے 2۔ارب 90 کروڑ روپے ادا کر دیئے ہیں۔ ایک ارب روپے اصل اور ایک ارب 90 کروڑ روپے interest ادا کر دیا ہے اور انہیں کہا ہے کہ کریڈٹ لائن بحال کی جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے، مجھے floor دیا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب! آپ تشریف رکھیں No supplementary question

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے کی اجازت کیوں نہیں دے رہے ہیں، ہم یہاں کس لئے آئے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ یہاں اس لئے آئے ہیں کہ یہاں سوال دیں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے تیسری بار ضمنی سوال مانگا ہے میں پہلے بھی تین بار کھڑا ہوا ہوں آپ نے مجھے بولنے نہیں دیا۔ اگر آپ نے بولنے نہیں دینا تو پھر ہم یہاں کیا لینے آئے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ بیٹھیں میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے کیوں floor نہیں دیں گے؟ میں نے تیسری بار آپ سے floor مانگا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ان کو ذرا بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: چودھری صاحب نے کیا بتانا ہے، آپ مجھے بتائیں۔ مجھے پتا ہے کہ یہ ایوان آپ کی اور چودھری ظہیر الدین کی ملی بھگت سے چل رہا ہے۔ اگر آپ نے اور چودھری صاحب نے ہی ایوان کو چلانا ہے تو آپ پھر چلا لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کس طرح بات کر رہے ہیں، کیا آپ مجھے threat کرنا چاہتے ہیں، آپ مجھے threat نہیں کر سکتے، آپ بیٹھیں اور یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہاؤس کا کچھ decorum بھی ہوتا ہے۔ شیخ صاحب کو آپ سے اس طرح مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات میں تقریباً 35 سوالات ہوتے ہیں اور جو سوال کرتا ہے اس کی ownership ہوتی ہے کہ وہ تین ضمنی سوال کرے اس کے بعد اگلے سوال پر جائے۔ جو اصحاب کسی محکمے کے بارے میں interested ہیں انہیں چاہئے کہ وہ کاوش کریں اور اس محکمے کا سوال اپنی طرف سے لے کر آئیں۔

Advisory Committee کا یہ arrangement تھا کہ جس کا سوال ہو اس کے ضمنی سوالات میں کوئی ممبر disturb نہیں کرے گا۔

جناب والا! سب سے اہم بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ Custodian of the House ہیں، تمام ممبران کو چاہئے کہ جب آپ سے مخاطب ہوں تو الفاظ کے ساتھ ساتھ ان کا لہجہ بھی صحیح ہو۔ اس طرح سے عوام میں ایک اچھا تاثر جائے گا کیونکہ ہم دو تین لاکھ عوام کے نمائندگان ہیں۔ اس صوبے میں لوگ دال کی تنگی، گیس کی تنگی اور بجلی کی تنگی سے تنگ آئے ہوئے ہیں جب وہ اپنے آپ پر کنٹرول کئے ہوئے ہیں تو یہاں پر تو کھاتے پیتے لوگ ہیں انہیں بھی اپنے لہجے اور الفاظ پر کنٹرول کرنا چاہئے۔ آپ Advisory Committee میں یہ بات کیجئے ہم Advisory Committee میں ہر روز شرکت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لاء منسٹر سے بات کر لی جائے اور ہمیں لاء منسٹر اور سپیکر صاحب طلب کر لیں اور صبح ہی Advisory Committee میں یہ amendment کر لیتے ہیں۔ وقفہ سوالات میں 35 سوالات آتے ہیں اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہم کبھی بھی آٹھ سوالوں سے آگے نہیں بڑھے۔ ہماری پارٹی کے ممبران نے جب دو ضمنی سوال کئے اور مزید کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے منع فرمایا آپ کے احترام میں بیٹھ گئے۔ لہذا اس میں amendment کی جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ چودھری ظہیر الدین ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں اور آپ Custodian of the House ہیں۔ میں تمام لوگوں کو خواہ وہ لوٹے ہیں یا دوسری جماعتوں کے لوگ ہیں ان کو یہ باور کرانا چاہتی ہوں کہ اگر وہ ہمارے ٹیم لیڈر کے خلاف کوئی نازیبا الفاظ استعمال کریں گے تو ہم اس کو برداشت نہیں کریں گے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ یہ لوگ پہلے اپنی جماعت کے ساتھ بے وفائی کریں اور اب ہمارے ٹیم لیڈر کے بارے میں اس طرح سے بات کریں۔ آپ شیخ صاحب کو بتا دیں کہ آئندہ اگر وہ سپیکر صاحب اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے بارے میں یہ tone استعمال کریں گے تو ہمیں بھی ہر طرح کی tone استعمال کرنا آتی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!سوال نمبر2629 ہے۔(معزز رکن نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر2629 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل سرگودھا میں خصوصی بچوں کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2629: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل سرگودھا میں کون کون سے خصوصی تعلیم کے سکول کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں کے لئے کتنی رقم مالی سال09۔2008 کے دوران مختص کی گئی ہے؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(د) ان سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(ہ) ان سکولوں میں سے کس کس کے پاس طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کے لئے کون کون سی گاڑیاں ہیں؟

(و) ان گاڑیوں کے موجودہ مالی سال کے اخراجات بتائیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) تحصیل سرگودھا میں محکمہ کے زیر انتظام کام کرنے والے سکولز کے نام اور پتا کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں کے لئے بجٹ برائے سال09-2008 میں -/11204000 کی رقم مختص کی گئی ہے جس کی سکول وار تفصیل ذیل ہے:-

-1	گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا	5791000/-
-2	گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلبا سرگودھا	5011000/-
-3	گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا 60 بچے	402000/-

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد ذیل ہے:۔

1- گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا220 بچے

2- گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلبا سرگودھا37 بچے

3- گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا60 بچے

(د) تحصیل سرگودھا میں واقع اسکولز میں خالی اسامیوں کی گریڈ وار تعداد کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان سکولوں میں گاڑیوں کی تفصیل ذیل ہے:۔

1۔ گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا میں طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کے لئے دو گاڑیاں(Dong Fang اور HINO) مہیا کی گئی ہیں۔

2۔ گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلباء سرگودھا میں طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کے لئے Dong Fang بس مہیا کی گئی ہے۔

3۔ گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا میں طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کے لئے Dong Fang بس مہیا کی گئی ہے۔

(و) ان سکولوں میں موجود گاڑیوں کے لئے موجودہ مالی سال کے اخراجات کی مد میں جو رقم فراہم کی گئی وہ ذیل ہے:۔

1۔ گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا

پٹرول۔/235751

مرمت۔/18539

2۔ گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلباء سرگودھا

پٹرول۔/170832

مرمت۔/16481

3۔ گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا60 بچے

پٹرول۔/135302

مرمت۔/24993

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال میں پوچھا گیا تھا کہ ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد بتائی جائے اور ان کے لئے جو فنڈز مختص کئے ہیں وہ کتنے ہیں؟ انہوں نے

جواب دیا کہ ان سکولوں کے لئے بجٹ برائے سال 09-2008 میں -/11204000 روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس کی سکول وار تفصیل یہ ہے۔ گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ سماعت سرگودھا کے لئے -/5791000 روپے اور گورنمنٹ سکول برائے نابینا طلبا کے لئے -/5011000 روپے اور گورنمنٹ شاداب سکول برائے ذہنی معذوراں سرگودھا میں 60 بچوں کے لئے -/402000 روپے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کس criteria کے تحت یہ فنڈز allocate کئے گئے؟ اگر 220 بچوں کا per head دیکھیں تو وہ -/26322 روپے بنتا ہے جو سالانہ ایک بچے کے حصے میں آتا ہے۔ اسی طرح جو نابینا بچے ہیں جن کی تعداد 37 ہے ان کا per head -/135433 روپے سالانہ ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس criteria کے تحت فنڈز کی allocation کی گئی ہے؟ پہلے یہ اس سوال کا جواب دے دیں، دوسرا سوال میں بعد میں کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت سرگودھا میں ہمارے تین سکول اور آٹھ سنٹرز چل رہے ہیں۔ محترمہ نے سوال کیا ہے کہ یہ اتنے فنڈز کیوں دیئے جاتے ہیں؟ ہم ان بچوں کے لئے pick and drop کا انتظام کرتے ہیں، انہیں خوراک دیتے ہیں، بچوں کو یونیفارم دیتے ہیں اور ہر بچے کو -/200 روپے ماہانہ دیتے ہیں۔ یہ فنڈز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے، وہ بچوں کے لئے گاڑیاں، ان کے پٹرول پر خرچ کرتی ہے اور بچوں کے play grounds پر خرچ کرتی ہے۔ ہمارا criteria ان بچوں کو promote کرنا ہے، ہمارا criteria جہالت کو ختم کرنا ہے اور ہم نے ان بچوں کو تعلیم دینی ہے۔ اس غرض کے لئے ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو فنڈز دیتے ہیں اور وہ ان کاموں پر خرچ کرتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے تو منسٹر صاحب کی بات بالکل سمجھ نہیں آئی ہے۔ آپ یقین کریں میں نے یہ بہت ہی seriously سوال کیا تھا اور اس میں میری کوئی شرارت نہیں تھی۔ اگر آپ کو سمجھ آ گیا ہے تو براہ مہربانی آپ ایک interpreter مجھے provide کر دیں کیونکہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ میں نے بڑا specifically صرف criteria کا پوچھا تھا جہاں پر 220 بچے ہیں ان کے لئے 57 لاکھ روپے ہیں اور جہاں 37 بچے ہیں ان کے لئے 40 لاکھ روپے ہیں۔ پھر آگے انہوں نے گاڑیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بچوں کو اتنا خاص facilitate بھی نہیں کرتے، یہ کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: چنڑ صاحب! آپ criteria کا بتائیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! چار قسم کے معذور بچے ہیں وہاں نابینا ہیں، سماعت سے معذور ہیں اور ذہنی معذور ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ صرف criteria بتائیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں criteria بتا رہا ہوں۔ ہم نے نابینا بچوں کے لئے ہسپتال کا انتظام کیا ہوا ہے، وہاں ہم انہیں کھانا بھی دیتے ہیں، ہاسٹل کا انتظام ہے، mentally retarted بچوں کو pick and drop کی سہولت دیتے ہیں، ان کو play grounds دیتے ہیں اور ان کو دوپہر کا کھانا بھی دیتے ہیں۔ مختلف disabilities کا criteria ڈسٹرکٹ گورنمنٹ طے کرتی ہے اور ہر disabilities کا اپنا اپنا الگ criteria ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں جناب سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جہاں تک انہوں نے pick and drop کی بات فرمائی ہے تو اگلے جز (ہ) میں انہوں نے خود بتا دیا ہے کہ وہ تمام بچوں کو pick and drop دیتے ہیں تو ایسی یہاں پر کوئی specification نہیں ہے کہ یہ صرف نابینا بچوں کو pick and drop دیتے ہیں یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور اس کو seriously لیا جائے کہ جہاں پر 220 بچے ہیں ان کے لئے صرف دو بسیں ہیں اور میں اس جواب سے بالکل satisfy نہیں ہوں لیکن میں assume کرتی ہوں کہ آج منسٹر صاحب کی تیاری نہیں ہے۔ میں منسٹر صاحب سے اگلا ضمنی سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ جو انہوں نے جز (ہ) pick and drop کا جواب دیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ متاثرہ سماعت کے بچے جن کی تعداد 220 ہے ان کے لئے ایک Heino اور ایک Dong Fung گاڑی ہے مجھے منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ ان دونوں گاڑیوں کی capacity کیا ہے اور ان دونوں گاڑیوں میں ایک وقت میں کتنے بچے بیٹھ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! تقریباً 30 سے 35 بچے ایک بس میں آتے ہیں اور اگر زیادہ بچے ہوں تو بس کو دو چکر لگانے پڑتے ہیں۔ ہم بچوں کو گھر سے لے آتے ہیں اور پھر ہم انہیں سکول سے گھر چھوڑ آتے ہیں۔ اس وقت پورے پنجاب میں تقریباً 377 بسیں موجود ہیں اور تمام disable بچوں کو گھروں سے لے آتی ہیں اور چھوڑ بھی آتی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں Honourable Minister صاحب کے knowledge میں ایک بات لانا چاہتی ہوں کہ Dong Fung Company چائنا میں بھی بند ہو گئی ہے لیکن میں اس پر ان کے محکمے کو appreciate کرتی ہوں کہ جو چیز چائنا نے چھوڑ دی ہے اور discard کر دی ہے وہ یہ آج بھی استعمال کر رہے ہیں تو میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ جیسا کہ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ اس بس میں 35 بچے آتے ہیں براہ مہربانی مجھے یہ بتایا جائے کہ اگر ہر بس میں 35 بچے آتے ہیں تو یہ بس دن میں کتنے چکر لگاتی ہے اور آگے ان کا اگر جواب دیکھیں تو جوانہوں نے گاڑیوں کے پٹرول کے اخراجات بتائے ہیں، جہاں پر 220 بچے ہیں اس کے لئے -/235751 روپے رکھے ہیں اور کیا یہ صبح سے شام تک بچوں کو گھر سے لے کر آتے اور واپس پہنچاتے رہتے ہیں کیونکہ ان کے محکمہ کے پاس صرف دو گاڑیاں ہیں؟

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ صبح کتنے بجے پہلے بچے کو pick کیا جاتا ہے اور واپسی پر آخری بچے کو کتنے گھنٹے کی تاخیر سے گھر drop کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر اربوں روپے تندوروں میں جھونکے جا سکتے ہیں تو وہ بچے جن کی دیکھ بھال حکومت اور ہر شہری کی ذمہ داری ہے تو یہ 35 بچے سکول میں آنے کے لئے صبح 5 بجے اپنی بس میں بیٹھتے ہوں گے اور یہ آٹھ بجے کا سکول attend کرتے ہوں گے۔ اسی طرح اگر ان کی چھٹی کا وقت ڈیڑھ بجے ہے تو وہ رات کو چھ بجے گھر پہنچتے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں نے اگلا سوال پوچھا ہے تو منسٹر صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہ اس کی 35 بچوں کی capacity ہے اور یہاں پر 220 بچے ہیں اور یہ 220 بچے کیا اڑ کر اپنے گھروں کو جاتے ہیں یا یہ صبح سکول کیسے آتے یا کیسے گھر جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے claim کیا ہے کہ ان بچوں کو facilitate کرتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں کہ اگر آج ہم اپنے جواب سے satisfy نہیں ہوں گے تو تب تک ہم مائیک نہیں چھوڑیں گے اور ہم ضمنی سوال کرتے رہیں گے کیونکہ daily ہمارے ساتھ یہی ہوتا ہے اور جب غلط جواب آتا ہے تو بحثیت ممبر ہمارا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے کیونکہ ہم تیاری کر کے آتے ہیں اور ہم ان کی طرح blank اپنے گھروں سے اٹھ کر نہیں آجاتے اور ہمارا حق ہے اور آپ کبھی یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم جان بوجھ کر نہیں سن رہے اور پہلے

بھی حکمران جماعت نے ہماری جماعت کو eliminate کرنے کے لئے لوٹوں کی فیکٹری لگائی تھی اور اب آپ ہمارا مائیک بند کروا دیتے ہیں۔ کل بھی میں بات کر رہی تھی تو بار بار میرا مائیک بند ہو رہا تھا یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہے اور آج تو مائیک میرے ہاتھ میں ہے اور آپ بند نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کے کنٹرول میں نہیں ہے اور آج میرے کنٹرول میں ہے otherwise کبھی کا بند ہو چکا ہوتا اگر ہم یہاں پر بات نہیں کر سکتے اور ہم جتنی مرضی تیاری کر کے آجائیں ہم کسی issues پر بات نہیں کر سکتے ہیں اور اگر ہمیں بولنے نہیں دیا جائے گا تو پھر ہم بھی سیڑھیوں پر اجلاس لگا لیا کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو اس کا جواب مل گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں (قطع کلامیاں)

MR.SPEAKER: Order please, order.

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!---

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلے تو سوال ہی غلط کیا جا رہا ہے---

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان کو جواب تو دینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے صرف اتنی اجازت دے دیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ Dong Fung Company بند ہو گئی ہے، اگر یہ ثابت کر دیں کہ یہ company بند ہو گئی ہے تو میں resign کرتا ہوں اور اگر بند نہیں ہوئی تو پھر یہ resign کریں۔ یہ ابھی ثابت کریں کہ بند ہو گئی ہے۔ اس کا ڈسٹری بیوٹر پاکستان میں سندھ انجینئرنگ موجود ہے اور یا تو پھر یہ resign کریں یا پھر میں ابھی resign کرتا ہوں۔ یہ سوال بھی غلط ہے اور یہ منسٹر صاحب کو بلاوجہ تنگ کر رہی ہیں۔ میں انہیں offer کر رہا ہوں کہ یہ ثابت کریں ورنہ resign کریں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر لوٹا ہونے کا یہ فائدہ ہے کہ آپ ہر تحریک التوائے کار پر rules کو break کر کے انہیں تقریریں کرنے دیتے ہیں تو---

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھ جائیں، please آپ بیٹھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ نے انہیں کس قانون کے تحت floor دیا ہے۔ میں نے ضمنی سوال کیا تھا اور اگر میں نے غلط کیا ہے تو اس کا جواب منسٹر صاحب دیں۔ کیا یہ لوٹا ہونے کا انعام ہے کہ ہر تحریک التوائے کار پر یہ تقریریں کریں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر ruling دیں کہ کیا ہاؤس کے اندر ایک misstatement دینے پر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ Order please, order please.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو پھر کہیں کہ یہ میرے ساتھ direct بات نہ کریں۔ میں ووٹ لے کر آیا ہوں ان کی طرح مجھے سیٹ خیرات میں نہیں ملی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ایوان میں لوٹا لوٹا کے نعرے)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر یہاں پر ممبر منسٹر کا role acquire کرنا شروع کر دیں گے اور ان کی جگہ پر جواب دینا اور پھر سوال کرنا شروع کر دیں گے تو یہ سسٹم اس طرح نہیں چلے گا۔ ہم نے بھی ابھی ان کو مکمل لوٹا نہیں کہا کیونکہ وہ ابھی بھی ہمیں اپنا لیڈر مانتے ہیں۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اس ہاؤس کو rules کے مطابق چلنے دیا جائے اور میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ اس روایت کو ختم کیا جائے کہ منسٹر کا role کوئی اور acquire کرے ہم یہاں تک تو برداشت کر لیتے ہیں کہ دو منسٹر جواب دے رہے ہیں اور دوسرے کو سانس لینے کا بھی موقع مل جاتا ہے اور feed کرنے کے لئے دو دو، تین تین منسٹرز ہیں آپ ان کے پاس بیٹھ جائیں اور ان کو feed کریں کہ آ کر جواب دیں۔ آپ کو کس نے یہ اختیار دیا ہے کہ اپنے طور پر کھڑے ہو جائیں اور ایک خاتون پر چلانا شروع کر دیں اور اس خاتون کی بے عزتی کرنا شروع کر دیں۔ یہ غلط بات ہے۔ اس چیز کا ہم آپ کو کبھی حق نہیں دیں گے You are yelling at women. آپ خواتین پر چیختے ہیں آپ نے خواتین پر چیخنے کا وتیرہ بنا لیا ہے۔ خواہ خواتین اِدھر کی ہوں یا اُدھر کی ہوں آپ پہلے سپیکر صاحب سے اجازت لیا کریں، ہم آپ کو منسٹر کا role acquire کرنے کی کبھی اجازت نہیں دیتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ آپ مجھے اس کا جواب دینے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا، لوٹا کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ماسی، ماسی کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: No, no cross talking.

شیخ علاؤالدین: انہوں نے جو بات کی ہے میں نے اس پر کہا ہے کہ یہ resign کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان) جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے جو بولنا چاہے وہ بولے، آپ کی اجازت کے بغیر جو بولے گا اور ایک یہ بات ہے کہ یہاں پر کئی منسٹر غلط جواب دیتے ہیں بعض اوقات وہ دانستہ نہیں دیتے ان کے علم میں وہی بات ہوتی ہے اب ہم ان سے یہ نہیں کہتے کہ آپ resign کر دیں۔ انہوں نے راوی موٹرز بند ہونے کا تو نہیں کہا جو یہ اتنا غصہ کر رہے ہیں کہ وہ resign کریں۔ انہوں نے Dong Fung یا کوئی کمپنی کے بارے میں کہا ہے اور انہوں نے ایک بات کہی ہے بند کرنے کی، آپ اس کی correction کر دیں یا منسٹر صاحب کو چِٹ لکھ کر دے دیں مگر یہ وہاں جا کر govern کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ سپیکر صاحب سے بھی اجازت نہیں لی جاتی۔ ہم جب بھی بات کرتے ہیں آپ سے اجازت لے کر بات کرتے ہیں اور اگر اجازت نہ دیں تو ہم بات بھی نہیں کرتے۔ شیخ صاحب ہمارے لئے محترم ہیں، میں شیخ صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ میں شیخ صاحب کو ایک بہت ہی اعلیٰ درجے کا کاروباری سمجھتا ہوں جو اپنے کاروبار پر کبھی compromise نہیں کرتے۔ میں ان سے توقع کرتا ہوں کہ یہ اپنے جن بہت ہی اچھے اصولوں کے تحت کاروبار کر رہے ہیں اسی طرح کے اچھے اصول سیاست میں بھی اپنائیں گے۔ ہماری ایک lady member نے بات کی ہے کہ Dong Fung کمپنی بند ہو چکی ہے۔ بھائی! نہیں بند ہوئی ہو گی۔ اس میں یہ بات کہ یا یہ resign کر دیں یا وہ resign کر دیں اس سے آپ کیا show کرنا چاہتے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ سینئر ممبر ہیں اور اتفاق سے دو دفعہ منتخب ہو چکے ہیں۔ آپ ایسے نہ کریں اور ہمیں مجبور نہ کریں۔ اونچی آواز کمزور استدلال کی نشانی ہوتی ہے۔ میں بس اتنی گزارش کروں گا کہ یہاں اونچا بولنے سے کسی پر رُعب نہیں پڑے گا۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا سیٹ ہائے ہائے، لوٹا سیٹ ہائے ہائے کی نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب مجھے اس کا جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ چلیں ظہیرالدین صاحب نے ایک تو مہربانی کی کہ یہ غلطی انہوں نے on the floor of the House مان لی۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا سیٹ ہائے ہائے، لوٹا سیٹ ہائے ہائے کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ذرا احتیاط کیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے ان کو آدھا گھنٹہ سُنا ہے۔ مجھے صرف تین منٹ سُن لیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی آدمی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ مجھے نصیحتیں کرے۔ میں الحمدللہ اپنے ووٹرز کا نمائندہ ہوں، بڑا clean ہوں ایک پیسے کی کہیں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ نہ کوئی ضرورت ہے، مجھے جو کچھ ملا ہے اللہ سے ملا ہے کسی پارٹی سے نہیں ملا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ میری پارٹی کی سیٹ پر elect ہو کر آئے ہیں۔ میں ان کو چیلنج کرتی ہوں کہ یہ میری پارٹی کی سیٹ چھوڑیں اور اگر یہ اتنے ہی ووٹ لے کر آئے ہیں تو جائیں جا کر دوبارہ الیکشن لڑیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ reserve seat بہتر ہے یا لوٹا سیٹ؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا سیٹ ہائے ہائے، reserve seat زندہ باد کی نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی آپ دیکھیں ذرا ان کا رویہ، آپ ذرا ان کی باتیں سُنیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ floor پر جو بھی بات کی جائے وہ پوری ذمہ داری سے کی جائے تو جب انہوں نے یہ بات کہی تو اس کی ذمہ داری بھی لیں۔

محترمہ سیمل کامران: آپ کرتے ہیں؟

MR SPEAKER: No cross talk. No cross talk.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سے پہلے ہم نے انہیں کچھ نہیں کہا مگر اب یہ لوٹا ہمیں بول کر دکھائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ذرا ان کا رویہ دیکھ لیں۔ یہ ہمارے ساتھ اور آپ کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ یہ میرے سامنے ٹھہر کر بات کریں۔ میں ان کو بتاؤں گا کہ یہ کس طرح

کیا کیا لے کر آئے ہیں؟ میں ان کو بتاتا ہوں، یہ ثابت کریں کہ مجھ پر کسی پارٹی کا کوئی احسان ہے؟ میں نے کسی سے کوئی روپیہ لیا ہے۔ میں وہ واحد ایم پی اے ہوں جو اپنے پاس سے پیسا خرچ کرتا ہوں، اپنے پاس سے ڈویلپمنٹ دیتا ہوں، یہ مجھے بتائیں یہ جو باتیں کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر! میں اب ان کو بتاؤں؟ یہ کدھر جا رہے ہیں؟ یہ اب بات سنیں ناں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں ان کے لئے اکیلا ہی کافی ہوں۔ بہت شکریہ

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ question hour ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔ question hour ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ! سوال نمبر 2664

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا گلا بیٹھا جا رہا ہے، میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے۔ احسان الدین قریشی اور سوہنا صاحب جائیں اور اپوزیشن کو منا کر لائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! آپ چاہتے ہیں باقی لوگ بھی چلے جائیں۔ اسی floor پر میں دو سال سے ایک ہی بات کہہ رہی ہوں۔ میں یہ بات کہہ کہہ کر تھک گئی ہوں۔ دو سال کے باوجود ہمیں ترقیاتی فنڈز نہیں دیئے گئے۔ انتہائی افسوس ہے کہ سندھ اسمبلی، سرحد اسمبلی، بلوچستان اسمبلی، قومی اسمبلی ہر جگہ عورتوں کو برابری کی سطح پر ترقیاتی فنڈز دیئے جاتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے پنجاب اسمبلی میں خواتین کے ساتھ یہ غیر امتیازی سلوک کیوں کیا گیا ہے؟ دو سال کے بعد ہر اجلاس میں ایک وعدہ کیا جاتا ہے کہ ایک ہفتے بعد فنڈز ریلیز ہو جائیں گے۔ وزیر قانون صاحب جو بہت محترم ہیں اور بقول ان کے وہ وعدے کے بہت پکے اور سچے ہیں میں ان

کو اسی بات پر یہ یقین دلانا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جو وعدہ کیا تھا کہ ایک ہفتے بعد فنڈز ریلیز ہو جائیں گے۔ دو سال گزرنے کے باوجود رانا ثناء اللہ صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہی ہیں؟ یہ question hour ہے۔ رانا صاحب کو جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! وزیر قانون نے کیا کہنا ہے ہمیں اس کا علم ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور حکومت کا بھی حصہ ہیں۔ رانا صاحب! فرمائیں خواتین کو فنڈز کیوں نہیں دیئے جا رہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اپوزیشن نے واک آؤٹ فنڈز کی وجہ سے تو نہیں کیا، غالباً شیخ صاحب کی وجہ سے کیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ خواتین کو فنڈز کیوں نہیں دیئے جا رہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! پچھلے اجلاس میں بھی اس مسئلے پر بات ہوئی تھی تو یہی فیصلہ ہوا تھا کہ ان کی ایک میٹنگ وزیر اعلیٰ پنجاب سے رکھواتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! ان کی آواز نہیں آ رہی۔ رانا صاحب کی آواز تو پورے ایوان میں گونجتی ہے، اب یہ اونچا کیوں نہیں بول رہے؟ مجھے سُنائی نہیں دے رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): مائیک سسٹم ٹھیک نہیں ہے اس میں اب ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر یہ مائیک سسٹم کام نہیں کر رہا تو اس میں مشکل تو ہے۔ آپ کو یہ مائیک سسٹم ٹھیک کروانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی، میں کل رات سے لگا ہوا ہوں۔ میں رات بھر رابطے میں رہا ہوں۔ ٹھیک کروا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اگر رات آپ ان کے سر پر بیٹھ کر کام کرواتے تو شاید یہ ٹھیک ہو جاتا۔

جناب سپیکر: میں رات بھر رابطے میں رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): نہیں، آپ گھر چلے گئے تھے، بعد میں یہ بھی سو گئے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ادھر ہی بیٹھا رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! پھر یہ ٹھیک ہونا چاہئے تھا۔ اس میں کافی مشکل پیش آ رہی ہے۔ معزز خواتین کے جو فنڈز کا مسئلہ ہے اس بارے میں پنجاب گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم نے اپنی خواتین کو فنڈز دینا ہے۔ اب اس میں صورت یہ ہے کہ بعض شہر ایسے ہیں جہاں خواتین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ دس دس، بارہ بارہ خواتین کا تعلق ایک ڈسٹرکٹ سے ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ فنڈز صوبے میں equation کے تحت utilize ہوں۔ اس بارے میں کوئی طریق کار طے کرنا ہے وزیر اعلیٰ صاحب آج تشریف لا رہے ہیں تو اگلے ہفتے ان کی اُن سے ملاقات کروا کر ان کی تجاویز کی بنیاد پر اس معاملے کو resolve کر لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور ان سے یہ مسئلہ ہی نہیں حل ہو سکا کہ کیا طریق کار وضع کیا جائے، وزیر قانون صاحب کی بات پر ہمیں اعتماد نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ I say order please. I say order please. اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! ہم ذمہ دار ممبران ہیں اور میں اسی سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ پوائنٹ آف آرڈر اور ضمنی سوال اگر موقع کی مناسبت سے ہو تو اس کو اجازت ملنی چاہئے۔ اگر آپ نے مجھے پہلے موقع دیا ہوتا تو میں بشریٰ گردیزی

صاحبہ کی بات کو درست کر دیتا تو یہ بات یہاں تک نہ پہنچتی۔ اس طرح کی پابندی لگا دینے سے ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ممبران بیکار ہو جاتے ہیں۔ ہم ذمہ دار ممبران ہیں، عوام کے فائدے کے لئے اگر ہم کوئی چھوٹی سی بات کر لیتے ہیں تو یہ اچھی بات ہے، اگر ہم پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات بھی نہیں کر سکتے تو پھر یہ rules کس لئے بنائے گئے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر کوئی relevant سوال ہو تو موقع ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: خواتین ممبران کی دل آزاری ہوئی ہے۔ جی، سوہنا صاحب کوئی اچھی خبر سُنائیں۔

وزیر محنت و انسانی مسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب والا! ہم اپوزیشن اراکین کے پاس گئے تھے اور ہم نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ بائیکاٹ ختم کر دیں۔ ان کی خواتین کافی دل آزاری محسوس کر رہی ہیں۔ قائد حزب اختلاف تشریف لا رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں خود آ کر اس موضوع پر بات کروں گا۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہم نے اپوزیشن کے معزز اراکین سے بات کی ہے اور ان کو cool down کیا ہے۔ وہ چند لمحوں میں تشریف لے آئیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: میں قائد حزب اختلاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے معزز وزراء جناب اشرف سوہنا اور حاجی احسان الدین قریشی واک آؤٹ ختم کروانے کے لئے تشریف لائے ہم ان کے مشکور ہیں۔ ہماری بہنوں کے جذبات جائز تھے مگر ہم بھی یہاں پر contribute کرنے کے لئے آئے ہیں، ہم floor کو چھوڑ جانے کے لئے نہیں آئے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا جب لاء منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں تھے تو میں نے ان کے behalf پر بھی یہ گزارش کی تھی کہ جس کا سوال ہے اس کو تین ضمنی سوال کرنے کی ownership ہے اور ابھی انہوں نے ایک ہی کیا تھا اور شیخ صاحب نے ضد کی اور آپ نے پھر ان کو اجازت دے دی۔ میرا خیال ہے ہماری ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں تمام پارٹیوں کے ممبران نے جو فیصلہ کیا تھا اس کی ایک violation کی گئی۔ یہ فیصلے ہوتے رہتے ہیں شاید اس کو amend کر لیا جائے اور پھر اسی طرح کی صورتحال نہ ہو لیکن یہاں پر پہلے ہی

ایک دو بدمزگیاں ہو چکی ہیں۔ پہلے تو ایک معزز وزیر صاحب خواتین پر حملہ آور ہوئے لیکن ہم نے اس پر بھی compromise کر لیا اور اسے بھی نظر انداز کر دیا۔ اونچی آواز کمزور استدلال اور ذاتی کمزوری کی نشانی ہوتی ہے اور جس کے پاس بات کرنے کے لئے دلیل نہ ہو وہ ایسا کرتا ہے۔ اس بات سے بچنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ اصولوں پر بات کی جائے۔ شیخ صاحب کو میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہم ان کا بہت احترام کرتے ہیں، وہ کچھ businessmen کے لئے قابل تقلید بھی ہیں لیکن انہوں نے جو یہ بات کی ہے کہ مجھ پر کسی پارٹی کا کوئی احسان نہیں ہے۔ میرے لئے ایک بہت اہم بات ہے کہ جس پارٹی کا میں نمائندہ ہوں اس کی طرف سے میں یہاں پر کھڑا ہوں یہ میری پارٹی کی امانت ہے۔ یہ میری پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں اپنے ذاتی پیسا سے عوام کے ذریعے elect ہو کر آتا ہوں۔ یہ on record آ چکا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں اپنے ذاتی پیسے استعمال کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہاں پر یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے یہ کہا کہ میں اپنے حلقے میں ڈویلپمنٹ اپنے پیسے سے کرواتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! پہلے میں اپنی بات مکمل کر لوں پھر یہ بات کر لیں۔ انہوں نے جو ارشاد فرمایا ہے ہم اسی کو لے لیتے ہیں لیکن یہ بات انہوں نے کہی ہے کہ مجھ پر کسی پارٹی کا کوئی احسان نہیں ہے۔ انہوں نے ٹکٹ لیا ہے۔ اگر احسان نہیں ہے تو ان کو کہیں کہ یہ resign کریں اور پھر کسی اور ٹکٹ سے مجھے elect ہو کر دکھائیں۔ آپ نے تو ایک پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا اور پھر اس کے بعد اس ٹکٹ کو بیچ دیا اور آپ اس ٹکٹ کو میاں شہباز شریف کے پاس cash کروا رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا، لوٹا کی نعرہ بازی)

یہ ہماری بات میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ میں دلیل سے بات کر رہا ہوں۔ یہ ہماری پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے اور ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہم نے کہا چلو کوئی بات نہیں۔ یہ ہمارے پاس دوبارہ آئے تو ہم نے پھر بھی ان کو خوش آمدید کہا۔ یہ پھر چلے گئے ایک دفعہ پھر بھی ہم نے ان کو خوش آمدید کہنے کے لئے اپنے بازو کھولے ہوئے ہیں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سیاست میں بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ آپ کے اصول آپ کو مبارک لیکن آپ ہم پر چھیڑیئے مت۔ ہمیں ڈرانے کی کوشش مت کریں اور آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیں ڈرا نہیں پائیں گے۔ آپ اپنی بات جب بھی کریں جناب سپیکر کی وساطت سے کریں۔ مہربانی فرما کر ہمارے کسی ممبر کو، ہماری کسی خاتون ممبر کو اس کی

اوقات یا indirect طریقے سے elect ہونے کی بات آئندہ مت کیجئے گا۔ ہم بھی آپ کے ساتھ اسی لہجے میں بات کریں گے جس لہجے میں آپ کریں گے اور میں ایک دفعہ پھر آپ سے بڑے ادب کے ساتھ استدعا کرتا ہوں اور جناب سپیکر کے سامنے بڑے ادب کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ آپ کا لہجہ اور آپ کے الفاظ غیر پارلیمانی ہوتے ہیں اور ہماری برداشت سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔ بہت، بہت شکریہ

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں آپ سے اور تمام معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ معزز خواتین کا احترام سب پر لازم ہے۔ایسی کوئی بات نہ کی جائے جس سے کسی کی دل آزاری ہو اور آئندہ کسی طرف سے بھی ایسی کوشش نہ کی جائے۔اب ہم آگے کارروائی کی طرف بڑھتے ہیں۔اگلا سوال خالد اصغر گھرال صاحب کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 1844 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے جناب خالد جاوید اصغر گھرال کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1844 دریافت کیا)

جناب سپیکر: شکریہ۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوآپریٹو بنک میں 2007 تا حال بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*1844: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک کتنے افراد کو دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، ڈومی سائل، پتا جات، تعلیمی قابلیت اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں بھرتی کے لئے اشتہارات پرنٹ ہوئے، تو ان اشتہارات کی نقل مع نام اخبار اور تاریخ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر مذکورہ بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی اور میرٹ تشکیل دینے کے لئے کوئی کمیٹی بنائی گئی تو دونوں کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں یکم جنوری 2007 سے آج تک کوئی ڈائریکٹ بھرتی نہیں گئی مگر صرف Deceased Employees Quota میں بھرتی کی گئی، جس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں یکم جنوری 2007 سے آج تک نہ تو کوئی ڈائریکٹ بھرتی ہوئی اور نہ ہی اخبار میں اس سلسلہ میں کسی قسم کا کوئی اشتہار دیا گیا۔

(ج) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں یکم جنوری 2007 سے آج تک نہ تو کوئی ڈائریکٹ بھرتی ہوئی اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات تو ختم ہو چکا ہے لیکن آپ ایک دو ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال کیا گیا تھا کہ اگر بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی اور میرٹ تشکیل دینے کے لئے کوئی کمیٹی بنائی گئی تو دونوں کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے اور بھرتیوں کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو انھوں نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ کوئی ڈائریکٹ بھرتی نہیں کی گئی مگر صرف Deceased Employees Quota پر بھرتی کی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ Deceased Employees Quota پر کن شرائط پر بھرتی کی گئی ہے۔ کیا جو لوگ دوران سروس وفات پا چکے ہیں یا بیماری کی وجہ سے ملازمت چھوڑ چکے ہیں ان کے بچوں کی بھرتی کی گئی ہے یا اس کے لئے کچھ اور بھی شرائط ہیں یا یہ disable لوگوں کے لئے کوٹا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جس طرح جواب میں بتایا گیا ہے کہ یکم جنوری 2007 کے بعد پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔ کوآپریٹو بنک revamping and restructuring کے مراحل سے گزر رہا ہے جب یہ مکمل ہو جائے گا تو اس پر از سر نو کیا جائے گا لیکن حکومت کے service rules 17A کے تحت جب کوئی ملازم دوران سروس فوت ہو جائے تو اس کے ایک بچے یا بچی کو بغیر ایڈورٹائز کئے بھرتی کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں گریڈ ایک تا چار تک بھرتی کی اجازت ہے۔ جو افراد تعینات

ہوئے ہیں ان کی لسٹ بھی میرے پاس موجود ہے، جو ملازمین دوران سروس فوت ہو چکے ہیں ان کے بچوں کو بھرتی کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ کیا یہی پالیسی آئندہ بھی جاری رہے گی یا اس میں کوئی ردوبدل کی جائے گی؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): باقی بنکوں کی طرح یہ بنک بھی ایک scheduled بنک کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ یہ بنک 1955 میں scheduled bank بن گیا تھا اور اس کا بھی بورڈ آف ڈائریکٹرز ہے اور اس سے منظوری لینا پڑتی ہے۔ ابھی کسی بھرتی کا ارادہ نہیں ہے، جب بھرتی ہو گی تو اسامیوں کے مطابق بورڈ آف ڈائریکٹرز اس کی اجازت دے گا لیکن rule17-A پنجاب گورنمنٹ کا ہے اور بنک بھی اس پر عمل کر رہا ہے اور بنک اپنے rule کے مطابق باقاعدہ طور پر بورڈ آف ڈائریکٹرز سے منظوری لے کر بھرتی کرے گا۔ جن افراد کا دوران سروس انتقال ہو جاتا ہے یا medically unfit ہو جاتے ہیں دونوں کے لئے یہی rule apply ہوتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو کب floor دیا ہے؟ ابھی تو ہم Call Attention Notice لے رہے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor نہیں دیا، آپ کیسے بول رہے ہیں؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کر لوں پھر آپ جیسے فرمائیں گے آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ گزارش یہ ہے کہ میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ آپ نے گزشتہ دو دنوں سے دیکھا کہ انڈین پریمیر لیگ (IPL) میں پاکستانی قوم کو بہت رسوا کیا گیا، یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں اپوزیشن اور حکومتی ممبران سے التماس کرتا ہوں کہ یہاں پنجاب کی طرف سے ایک متفقہ مذمتی قرارداد پاس کی جائے۔

جناب سپیکر: مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ مجھے گزارش کر لینے دیں اس کے بعد آپ کا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہو گا۔

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری ایک عرض سن لیں اس کے بعد آپ جو حکم کریں گے میں تعمیل کروں گا۔

جناب سپیکر: ابھی تک آپ کی عرض پوری نہیں ہوئی؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ نے سنی نہیں۔آپ میری گزارش سن لیں اس کے بعد آپ جو حکم فرمائیں گے اس کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر: میں ایک منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں دوں گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جی، میں ایک منٹ لوں گا۔گزارش یہ ہے کہ پاکستانی کھلاڑیوں کو ایک سازش کے تحت وہاں بلا کر پاکستانی قوم کو رسوا کیا گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے پارلیمانی ڈیلیگیشن بھیجنے سے انکار کر کے پاکستانی قوم سے اس زیادتی کا حساب لینے کی کوشش کی ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے بھی اس ہونے والی زیادتی کے خلاف مذمت کی قرارداد اس ہاؤس میں پاس کرنی چاہئے۔میری گزارش ہے کہ ضابطے کا قانون اور قاعدہ معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دینے کا جو جناب کا اختیار ہے اس کے تحت ہمیں یہ مذمتی قرارداد متفقہ طور پر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! بھٹی صاحب آپ سے مل کر قرارداد لانا چاہ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! واقعی یہ ایک بڑی افسوسناک بات ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر پاکستان کی قوم کے کسی بھی پاکستانی کو چاہے وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو اپنے آپ کو نیلامی کے لئے پیش کرنا ہی باعث شرم ہے۔جن لوگوں نے اپنے آپ کو نیلامی کے لئے پیش کیا اور انھوں نے نیلامی نہیں لگائی یہ ہماری قومی حمیت پر ایک بہت بڑی کاری ضرب ہے۔یہ سلسلہ بڑے عرصے سے جاری ہے، پہلے ملفوف طریقے سے نیلامیاں ہوتی تھیں لیکن اب کھلے طریقے سے ہونا شروع ہوئی ہیں۔میں بھی اس کی مذمت کرتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ انڈیا ہمارے ساتھ چل سکتا ہے۔ابھی انڈیا سے ٹماٹر، آلو، پیاز، بکرے کا گوشت

اور بیف بھی آرہا ہے۔میری استدعا ہے کہ انڈیا سے تمام چیزیں درآمد کرنا بند کی جائیں۔اگر یہاں قرار داد لانی ہے تو ایک جامع قسم کی ہو جس میں ہر چیز شامل ہو اور انڈیا کے ساتھ مکمل طور پر تجارت بند ہونی چاہئے۔جب تک کشمیر کا فیصلہ نہیں ہوتا، کشمیریوں کے زخموں پر مرحم نہیں رکھی جاتی اور ہمارے حق کا پانی ہمیں نہیں ملتا اس وقت تک ہمیں ان کو ایک دشمن کے طور پر لینا چاہئے۔اس پر تمام پارٹیز کے ممبران بیٹھ کر بات کریں اور قرار داد لائیں۔چونکہ بھٹی صاحب بھی ہماری ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں اور میرے خیال میں اسی ٹکٹ کا اثر ہے کہ انہوں نے یہ بات کی ہے اس لئے ہم ان کی بات سے اتفاق کرتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر!میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں خواتین کی ملازمت کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*2664: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سپیشل ایجوکیشن لاہور میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا کتنا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں سال 2007 کے دوران کتنی خواتین کو ملازمت دی گئی نیز ملازمت دی گئی خواتین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محکمہ میں ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2007 کے دوران رکھی گئی خواتین کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں خواتین کے لئے پانچ فیصد کوٹا کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے البتہ یہاں تمام نشستوں کے لئے اوپن میرٹ ہوتا ہے۔

سکیل 16 تا 18 کی بھرتی بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتی ہے اور non-gazetted سٹاف کی بھرتی محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے ذریعے ہوتی ہے۔

(ب) سال 2007 کے دوران کل 186 خواتین کو ملازمت دی گئی جن میں سے gazetted 184 خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا اور 2 non-gazetted خواتین کو محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے ذریعے بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ gazetted خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا اور non-gazetted خواتین کو محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے ذریعے بھرتی کیا گیا۔

(د) یہ درست نہیں ہے بلکہ ان خواتین کی بھرتی پبلک سروس کمیشن اور محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے میرٹ پر ہوئی۔

ضلع سیالکوٹ میں کوآپریٹو بنک کی برانچیں و دیگر تفصیلات

*2900: رانا آصف محمود: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی شاخیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان کے مینجرز کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور جگہ تعیناتی بتائیں؟

(د) ان برانچوں کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کون کون سی برانچیں خسارے میں جا رہی ہیں، آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی چار برانچیں درج ذیل جگہ پر کام کر رہی ہیں:-

سیالکوٹ ڈسٹرکٹ برانچ	:	خادم علی روڈ، ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ
سمبڑیال برانچ	:	غلہ منڈی سمبڑیال
ڈسکہ برانچ	:	سمبڑیال روڈ ڈسکہ
پسرور برانچ	:	غلہ منڈی پسرور

(ب) ضلع سیالکوٹ کے ڈسٹرکٹ آفس اور برانچ میں 10 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ سمبڑیال برانچ میں 05 ملازمین، ڈسکہ میں 05 ملازمین اور پسرور برانچ میں 06 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں مسٹر محمد اکرم باجوہ، مینجر بطور قائم مقام ڈسٹرکٹ مینجر کام کر رہا ہے جبکہ اس ضلع کی چار برانچوں میں مینجرز کے نام وعہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور جگہ تعیناتی درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام مینجر	عہدہ	بنک گریڈ	تعلیمی قابلیت	جگہ تعیناتی
1-	محمد بشیر انجم	مینجر	6	بی اے	سمبڑیال
2-	محمد نذیر اعوان	قائم مقام مینجر	5	بی اے	سیالکوٹ
3-	انور رشید	قائم مقام مینجر	5	ایف اے	پسرور
4-	بیدار اختر	قائم مقام مینجر	5	ایف اے	ڈسکہ

(د) ضلع سیالکوٹ کی برانچوں کی سال 08-2007 اور سال 09-2008 کی آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	2007-08		2008-09	
برانچ	آمدن	اخراجات	آمدن	اخراجات
سیالکوٹ	6272672.57	4714597.00	5814704.10	4886270.00
سمبڑیال	6338730.94	2112174.04	5849364.71	2538038.00
ڈسکہ	5449575.21	2760818.95	4827331.25	3861458.00
پسرور	4347326.00	2100012.00	3609134.00	2299474.00

(ہ) درج بالا گوشوارہ کے مطابق ضلع سیالکوٹ کی کوئی بھی برانچ خسارے میں نہ ہے۔

بورے والا (وہاڑی) میں سپیشل ایجوکیشن سکول وسنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2811: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بورے والا (وہاڑی) میں محکمہ خصوصی تعلیم (سپیشل ایجوکیشن) کے کتنے سکول / سنٹرز ہیں؟

(ب) ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں / اداروں میں فزیکل انسٹرکٹر کی اسامیاں منظور شدہ نہ ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکولوں میں سپورٹس کا سامان وافر تعداد میں پڑا ہے مگر فزیکل انسٹرکٹر نہ ہونے کی وجہ سے سامان خراب ہو رہا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کی اہمیت کے پیش نظر فزیکل انسٹرکٹر کی اسامیاں منظور کرنے اور وہاں پر فزیکل انسٹرکٹرز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) بورے والا (وہاڑی) میں محکمہ خصوصی تعلیم کا ایک ادارہ کام کر رہا ہے:۔

1- گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، بورے والا

لیکن ضلع وہاڑی میں بورے والا کے علاوہ مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:۔

1- گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفیکٹو ہیئرنگ سکول، وہاڑی

2- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار سلولرنز، وہاڑی

3- گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، میلسی

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

1-	گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفیکٹو ہیئرنگ سکول وہاڑی	329
2-	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار سلولرز وہاڑی	069
3-	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر بورے والا	241
4-	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، میلسی	124

(ج) گورنمنٹ ڈیف سکول وہاڑی میں فزیکل انسٹرکٹر کی اسامی منظور شدہ ہے اور فزیکل انسٹرکٹر کے فرائض مس فرحت بشیر سرانجام دے رہی ہے لیکن دوسرے اداروں میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اپنے فنڈز سے فزیکل انسٹرکٹرز تعینات کئے ہوئے ہیں جو اپنے فرائض بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ان سکولوں میں کھیل کا سامان ضرورت کے مطابق موجود ہے۔اس سامان کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے تعینات انسٹرکٹرز استعمال میں لا رہے ہیں اور بچے اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ہ) فزیکل انسٹرکٹر کی اسامی مڈل اور ہائی سکولوں میں منظور ہوئی ہے۔پرائمری لیول پر یہ اسامی نہ ہے اور نہ ہی گورنمنٹ پرائمری لیول پر یہ اسامی منظور کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع سیالکوٹ، پنجاب کوآپریٹو بنکوں کی طرف سے قرضوں کی فراہمی کا معاملہ

*2901: رانا آصف محمود: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ کی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں نے سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنا قرضہ دیا؟

(ب) یہ قرضہ کن کن مقاصد کے لئے دیا گیا؟

(ج) ان قرضوں کی فراہمی کس شرح سود پر ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنا قرضہ وصول ہوا؟

(ہ) ضلع سیالکوٹ میں کتنے ڈیفالٹرز ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی شاخوں نے دوران سال 08-2007 اور 09-2008 مختلف مدات میں درج ذیل رقم کے قرضہ جات جاری کئے:-

اجراء قرضہ دوران سال 08-2007	مبلغ-/68439161 روپے
اجراء قرضہ دوران سال 09-2008	مبلغ-/70219316 روپے

(ب،ج) یہ قرضہ جات جن مقاصد کے لئے جس شرح مارک اپ پر جاری کئے گئے ان کی تفصیل اس طرح ہے:-

قسم قرضہ	مقاصد	شرح مارک اپ
پیداواری قرضہ جات / فصلی قرضہ جات فصل ربیع و خریف	برائے خرید زرعی مداخل کھاد، بیج، زرعی ادویات وغیرہ	14 فیصد
ریوالونگ قرضہ جات برائے فصل ربیع و خریف	برائے خرید زرعی مداخل کھاد، بیج، زرعی ادویات وغیرہ	14 فیصد
لائیو سٹاک ریوالونگ قرضہ جات	برائے خرید مال مویشی و دودھیلے جانور گائے، بھینس وغیرہ	13 فیصد
قرضہ جات بذریعہ مستورات انجمن ہائے	برائے ٹیوشن سنٹر، بیوٹی پارلر، سلائی کڑھائی سنٹر، بوتیک سنٹر اور جنرل سٹور وغیرہ	11 فیصد

لائیوسٹاک Goat & Sheep سکیم	برائے خرید بھیڑ، بکری وغیرہ	13فیصد
طلائی زیورات کے عوض قرضہ جات	برائے خرید زرعی مداخل کھاد، بیج، زرعی ادویات وغیرہ	16فیصد

(د) دوران سال2007-08اور 2008-09 وصول کئے گئے قرضہ جات کی رقم اس طرح ہے:-

وصولی قرضہ دوران سال2007-08	مبلغ-/109549367روپے	
وصولی قرضہ دوران سال2008-09	مبلغ-/91655705روپے	

(ہ) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں کوآپریٹو بنک کے نادہندگان کی تعداد670 ہے۔

ضلع گجرات2008-09 میں سپیشل بچوں کے سکولز کو فنڈز کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*3060: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں سپیشل بچوں کے سکولز کو2008۔09 میں کتنے فنڈز دیئے گئے؟

(ب) 2008۔09 میں مذکورہ سکولز میں کتنے سپیشل بچوں کا اضافہ ہوااور کتنے بچوں کو علاج کے بعد واپس ان کے والدین کے سپرد کر دیا گیا؟

(ج) مذکورہ فنڈز کے استعمال سے جو ٹارگٹ دیئے گئے کیاان کو حاصل کیا گیا؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے اداروں کو2008-09 میں فراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل سکول وائز مندرجہ ذیل ہے:-

1-	گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفیکٹیو ہیئرنگ سکول، گجرات	6008800/-
2-	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، سرائے عالمگیر	4499140/-
3-	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کھاریاں	4051280/-
4-	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی سلولرنرز، گجرات	3571330/-
	میزان	18130550/-

(ب) مارچ2008 میں مذکورہ سکولوں میں بچوں کی کل تعداد251 تھی اور مارچ2009 میں ان سکولوں میں بچوں کی تعداد319 ہے نیز سکولوں میں بچوں کے داخلہ کا عمل تاحال جاری ہے۔ان اداروں میں بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جاتا ہے اور ان بچوں کا علاج محکمہ کے فرائض میں شامل نہ ہے اور نہ ہی ایسی کوئی سہولت میسر ہے نیز فنی تربیت مہیا کی

جاتی ہے اور بچوں کی دیکھ بھال کے لئے فزیو تھراپسٹ، سائیکالوجسٹ، آڈیالوجسٹ تعینات کئے گئے ہیں۔

(ج) جی ہاں! مذکورہ سکولوں کو جن مقاصد کے لئے فنڈز مہیا کئے گئے ان مقاصد کو بخوبی پورا کیا گیا اور ان فنڈز کو ضرورت کے مطابق درست جگہ پر استعمال کیا گیا۔

راولپنڈی اور اسلام آباد میں پنجاب لیکویڈیشن بورڈ کی پراپرٹی و دیگر تفصیلات

*2920: جناب شہر یار ریاض: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب لیکویڈیشن بورڈ کی کل کتنی پراپرٹی راولپنڈی اور اسلام آباد میں موجود ہے، تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا ان میں سے کسی پر ناجائز قابضین موجود ہیں؟

(ج) کیا گورنمنٹ مذکورہ پراپرٹی کرایہ یا لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

(1) 794 کنال رقبہ واقعہ موضع موہڑہ نور تحصیل و ضلع اسلام آباد

(2) چار منزلہ عمارت واقعہ بالمقابل ناز سینما، راولپنڈی

(3) دکان نمبر 7 سٹی صدر روڈ، راولپنڈی (اسماعیل جی مارکیٹ)

(4) فلیٹ نمبر 1 بلیو ایریا اسلام آباد

(5) جائیداد نمبر 42، 44، 43 اور 45 صہیب پلازہ راولپنڈی

(6) 9 دکانات الائیڈ کمرشل پلازہ چاندنی چوک مری روڈ راولپنڈی اور ایک Pent House ہے۔

(7) اراضی 2 کنال موضع کوٹھ کلاں تحصیل و ضلع راولپنڈی

(ب)

(1) جائیداد نمبر 42، 43، 44 اور 45 صہیب پلازہ راولپنڈی۔
موقعہ پر ملک الیاس خان کے قبضہ میں ہے، مقدمہ بعنوان الیاس خان بنام پی سی بی ایل بعدالت جناب کوآپریٹو جج صاحب لاہور ہائی کورٹ زیر سماعت ہے۔

(2) اراضی 2 کنال موضع کوٹھ کلاں تحصیل وضلع راولپنڈی
موقعہ پر ناجائز قابض ہیں جس کے متعلق جناب ڈی ڈی او (آر) راولپنڈی کو نشاندہی کے لئے تحریر کیا ہوا ہے۔

(ج)

(1) دکان نمبر 7 سٹی صدر روڈ راولپنڈی (اسماعیل جی مارکیٹ)
ماہانہ کرایہ مبلغ-/45000 روپے رانا محمد علی کرایہ دار کو دی ہوئی ہے پی سی بی ایل کی ملکیت ہے۔

(2) فلیٹ نمبر 1 بلیو ایریا اسلام آباد
ماہانہ کرایہ مبلغ-/22000 روپیہ، شہزاد سکیورٹی ایجنسی کو کرایہ پر دی ہوئی ہے، پی سی بی ایل کی ملکیت ہے۔

(3) ||دکانات الائیڈ کمرشل پلازہ چاندنی چوک مری روڈ راولپنڈی اور ایک Pent House ہے۔
دکانات مختلف کرایہ داروں کے پاس ہیں Pent House بھی کرایہ پر ہے اور بقیہ 4 دکانات کرایہ پر دے رہے ہیں۔

پنجاب میں سپیشل بچوں کے مزید سکولز بنانے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*3061: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب جن تحصیلوں میں سپیشل بچوں کے سکولز نہیں ہیں، وہاں سکولز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) پنجاب کے کتنے سکولز میں بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت میسر نہ ہے، کیا حکومت وہاں پر مذکورہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے ادارے پنجاب کی تمام تحصیلوں میں واقع ہیں۔

(ب) پنجاب بھر کے تمام سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے گاڑیاں موجود ہیں تاہم جن اداروں کے پاس یہ سہولت موجود نہیں ان اداروں کو گاڑیاں خریدنے کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں اور خریداری کا عمل جاری ہے۔

پنجاب کوآپریٹو بنک کا قیام و دیگر تفصیلات

*3043: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پنجاب کوآپریٹو بنک کب قائم ہوا؟

(ب) لاہور میں متذکرہ بنک کی کتنی شاخیں ہیں نیز یہ شاخیں کہاں کہاں پر ہیں اور ان میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ج) متذکرہ بنک کی سالانہ آمدن کتنی ہے نیز اس بنک کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 1924 میں قائم ہوا۔

(ب) لاہور میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی کل 2 برانچیں کام کر رہی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام و پتا برانچ	تعداد ملازمین
01	دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ مین برانچ بنک سکوائر دی مال لاہور	23
02	دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 41 جیل روڈ برانچ لاہور	07

(ج) دی پنجاب پراونشل کوآپریٹو لمیٹڈ کی آمدن اور ذرائع کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آمدن کے ذرائع	2005-06(ملین)	2006-07(ملین)	2007-08
آمدن بذریعہ قرضہ جات، مارک اپ	578.008	741.527	826.137
آمدن بذریعہ دیگر بنکوں میں جمع شدہ ڈیپازٹ سے منافع	407.528	443.170	114.624
آمدن بذریعہ بنک و سروس چارجز	11.063	16.191	15.627
آمدن بذریعہ پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز۔منافع	42.000	44.108	44.108
آمدن بذریعہ بنک جائیدادہائے، سیل پر منافع	3.114	296.600	273.236
متفرق آمدن جس میں یوٹیلٹی بلز کی وصولی کی کمیشن، جائیداد کا کرایہ وغیرہ شامل ہیں۔	38.077	61.986	66.530
میزان:	1079.790	1603.582	1340.262

لاہور میں سپیشل بچوں کے سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3176: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں mentally retarded سپیشل بچوں کا سکول کہاں پر قائم ہے؟

(ب) متذکرہ سکول میں بچوں کو لانے اور لے جانے کے لئے کتنی ٹرانسپورٹ موجود ہے؟

(ج) سال 2008 کے دوران اس سکول میں ٹرانسپورٹ کی مد میں کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) متذکرہ سکول میں اس وقت کتنے بچے زیر تعلیم ہیں نیز ان کی فلاح و بہبود اور دیکھ بھال کے لئے ادارے نے کیا طریقے رائج کر رکھے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) حکومت بچوں کو بہتر سہولیات اور فلاح کے لئے مستقبل میں کیا ارادے رکھتی ہے نیز بچوں کو مزید کن کن سہولیات سے نوازنے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) گورنمنٹ شاداب ٹریننگ انسٹیٹیوٹ آف سپیشل ایجوکیشن A-128 خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں واقع ہے۔

(ب) بچوں کو سکول لانے اور لے جانے کے لئے دو گاڑیاں موجود ہیں۔ ایک Dong Fung بس اور دوسری Toyota Hiace ہے۔

(ج) سال 2008 کے دوران مذکورہ سکول میں ٹرانسپورٹ کی مد میں ۔/678938 روپے خرچ ہوئے۔ جس میں پٹرول، ڈیزل، موبل آئل وغیرہ کی مد میں ۔/559104 روپے خرچ ہوئے جبکہ گاڑیوں کی مرمت وغیرہ پر۔/119834 روپے خرچ ہوئے۔

(د) مذکورہ سکول میں اس وقت 150 بچے زیر تعلیم ہیں جن کی فلاح و بہبود اور دیکھ بھال کے لئے درج ذیل طریقے اپنائے گئے ہیں جن کی تفصیل نیچے دی گئی ہے۔

1۔ ایجوکیشن
2۔ ووکیشنل ٹریننگ
3۔ فزیوتھراپی
4۔ کمپیوٹر ٹریننگ
5۔ میوزک ٹریننگ
6۔ فزیکل ٹریننگ
7۔ سکول سے باہر تفریحی ٹورز وغیرہ۔

اس کے علاوہ تمام بچوں کو دوپہر کا کھانا اور دودھ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ہ) جی ہاں! حکومت پنجاب سپیشل ایجوکیشن بچوں کو بہتر سہولیات اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور ان بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے تمام ممکن سہولیات فراہم کر رہی ہے۔

ضلع اوکاڑہ اور پاکپتن شریف کے کوآپریٹو بنکوں میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3112: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع اوکاڑہ اور پاکپتن شریف میں کوآپریٹو بنکوں میں خالی اسامیوں کے نام، عہدہ و تعداد سے ضلع وار ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں قائم برانچوں میں جو ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ، برانچ کا نام اور عرصہ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ اضلاع میں کام کرنے والی برانچوں کے مینجر حضرات نے 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی کتنی آمدن ظاہر کی اور کتنوں نے خسارہ، آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے ضلع اوکاڑہ اور پاکپتن شریف میں خالی اسامیوں کے نام، عہدہ و تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام عہدہ	ضلع اوکاڑہ میں خالی اسامیوں کی تعداد	ضلع پاکپتن میں خالی اسامیوں کی تعداد	ریمارکس
ڈسٹرکٹ مینجر	1	0	Restructuring/Right Sizing اور بنک کے محدود مالی وسائل کے پیش نظر ان پوسٹوں پر اہلکاران سے عارضی بنیادوں پر کام لیا جارہا ہے۔
مینجر	6	2	
آفیسر/کلرک	8	1	
نائب قاصد/ڈرائیور/گارڈ	8	2	

(ب) تتمہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) تتمہ بابت آمدن و خرچہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے تاہم کوئی بھی برانچ مورخہ 01-07-2008 تا 30-06-2009 کے دوران خسارہ میں نہ گئی ہے۔

ضلع ساہیوال میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے سکول و کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3232: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے سکولز اور کالجز کس کس جگہ قائم ہیں ان کے نام، رقبہ اور عمارت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان سکولز اور کالجز کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد نیز ان میں طالب علموں کو کیا کیا سہولیات حکومت کی طرف سے فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع ساہیوال میں سپیشل ایجوکیشن کے تین ادارے کام کر رہے ہیں جن کے نام پتا، رقبہ اور عمارت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال میں واقع سکولز کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں فراہم کی جانے والی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار درج ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول فار ہیئرنگ امپیئرڈ، ساہیوال 94

2۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، چیچہ وطنی 82۔

3۔ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی سلولرنر، ساہیوال 7۔

نیز طالب علموں کو مہیا کی جانے والی سہولیات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کوآپریٹو بنکوں میں ڈیلی ویجز /کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*3113: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کوآپریٹو بنکوں میں عارضی بنیادوں اور ڈیلی ویجز پر کام کرنے والے ملازمین کو ملازمت سے فارغ کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ اقدام پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی کے برعکس نہیں کیا جا رہا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے مطابق کنٹریکٹ ملازمین کو قطعاً برخاست یا کنٹریکٹ ختم نہیں کیا جائے گا؟

(د) 09-2008 میں کتنے ڈیلی ویجز اور کنٹریکٹ ملازمین کو نوکری سے فارغ کیا گیا؟

(ہ) کیا گورنمنٹ کی کوئی ایسی پالیسی ہے یا غور کیا جارہا ہے کہ کوآپریٹو بنکوں میں ڈیلی ویجز یا کنٹریکٹ کی بنیاد پر چھوٹی پوسٹوں پر جو بی اے پاس ملازمین کام کر رہے ہیں ان کو مستقل بنیادوں پر نوکری فراہم کی جائے مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے بنک کے محدود مالی وسائل کے پیش نظر اور اضافی مالی اخراجات میں مناسب حد تک کمی کرنے کے لئے صاحب صدر بنک ہذا نے بنک کے مفاد کی خاطر کچھ ڈیلی ویجز ملازمین کو فارغ کیا ہے۔ نیز اس وقت بنک restructuring/revamping کے مرحلہ سے گزر رہا ہے مزید برآں بنک کے مالی حسابات 30-06-2009 کے مطابق سٹیٹ بنک آف پاکستان کو مارک اپ کی ادائیگی کرنے کے بعد مبلغ -/749012830 روپے خسارے میں چلا گیا ہے۔

(ب) نہیں مذکورہ اقدام پنجاب گورنمنٹ پالیسی کے برعکس نہیں جا رہا ہے۔ کیونکہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ایک کارپوریٹ باڈی ہے جس کا اپنا بورڈ آف ڈائریکٹرز اور بائی لاز ہیں اور بنک اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے فیصلے کرتا ہے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے مطابق کنٹریکٹ ملازمین کو قطعاً برخاست یا کنٹریکٹ ختم کیا جارہا اور نہ ہی مستقبل میں ایسا کوئی ارادہ ہے۔

(د) 2008-09 میں کل 141 ڈیلی ویجز ملازمین کو نوکری سے فارغ کیا گیا ہے اور کسی بھی کنٹریکٹ ملازم کو نوکری سے فارغ نہیں کیا گیا۔

(ہ) نہیں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک میں کوئی ایسی پالیسی زیر غور نہیں جس کی بنیاد پر ڈیلی ویجز یا کنٹریکٹ کی بنیاد پر چھوٹی پوسٹوں پر بی اے پاس ملازمین کو مستقل کئے جانے کے بارے میں اقدامات کئے جا رہے ہوں۔ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ایک کارپوریٹ باڈی ہے جس کا اپنا بورڈ آف ڈائریکٹرز اور بائی لاز ہیں لہذا بنک اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے فیصلے کرتا ہے۔

ضلع ساہیوال میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3234: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ سپیشل ایجوکیشن ضلع ساہیوال میں خالی اسامیاں گریڈوار کتنی ہیں؟

(ب) گریڈ17 اور اوپر کی اسامیاں منظور شدہ کتنی ہیں کتنے سکولز اور کالجز میں پرنسپل کی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سپیشل ایجوکیشن ضلع ساہیوال میں خالی اسامیوں کی تفصیل سکول وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ سپیشل ایجوکیشن ضلع ساہیوال میں گریڈ 17اور اوپر کی منظور شدہ کل اسامیاں 24ہیں اور پرنسپل کی کوئی اسامی خالی نہ ہے البتہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار سلو لرنرز میں ہیڈ ماسٹر کی اسامی خالی ہے۔

کوآپریٹو بنک کی طرف سے سال2008-09 میں کاشتکاروں کو قرضہ جات جاری کرنے کی تفصیلات

*3160: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوآپریٹو بنک پنجاب نے2008-09 میں پنجاب کے کاشتکاروں میں مجموعی طور پر کتنے قرضہ جات جاری کئے؟

(ب) مذکورہ بنک نے2008-09 میں مجموعی طور پر کتنی ریکوریاں کیں؟

(ج) کوآپریٹو بنک کو پورے پنجاب کے لئے2008-09 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(د) اس بجٹ میں سے کتنا کاشتکاروں کو فراہم کیا گیا اور کتنا ملازمین کی تنخواہوں/ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوا؟

(ہ) مذکورہ مالی سال میں بنک کو کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خسارہ برداشت کرنا پڑا، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے دوران سال 2008-09 چھوٹے کاشتکاران کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف مدات میں۔ 5579824000/ کے قرضہ جات جاری کئے ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے مجموعی طور پر -/6302979000 کی وصولی کی ہے۔اس میں سابق سالوں کے قابل وصول قرضہ جات کی وصولی بھی شامل ہے۔

(ج) کوآپریٹو بنک کو پورے پنجاب کے لئے 2008-09 میں کوئی بھی بجٹ گورنمنٹ کی طرف سے مختص نہیں کیا گیا۔تاہم یہ بنک سٹیٹ بنک آف پاکستان سے قرضہ لیتا اور کاشتکاروں کو دیتا ہے۔ بنک نے سٹیٹ بنک کے سابقہ جاری کردہ قرضہ میں سے سال 2008-09 میں کاشتکاروں کے لئے مبلغ 6۔ارب روپے مختص کئے ہوئے ہیں۔

(د) کاشتکاروں کو قرضہ جات کی فراہمی سٹیٹ بنک آف پاکستان کے سابق جاری شدہ کریڈٹ لائن میں سے کی جاتی ہے جب کہ ملازمین کی تنخواہیں اور ٹی اے/ڈی اے بنک اپنے محدود وسائل میں سے دیتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

کاشتکاروں کو قرضہ کی مد میں فراہم کی گئی رقم	ملازمین کو دی گئی تنخواہیں	ملازمین کو فراہم کیا گیا ٹی اے/ڈی اے
5579824000/-	419900000-	5670000/-

(ہ) مذکورہ مالی سال میں بنک کی آمدنی اور خسارے کی تفصیل درج ذیل ہے:-

عرصہ	آمدن	خرچہ	خسارہ
مالی سال 2008-09	1271030000/-	2250100000/-	979070000/-

نوٹ: سٹیٹ بنک آف پاکستان کے واجب الوصول ڈیڑھ ارب روپیہ بسلسلہ مارک اپ کی ادائیگی کے بعد بنک خسارے میں چلا گیا ہے

لاہور ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن، ترقیاتی و غیر ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات

*3626: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور کو سال 2006-07 اور 2007-08 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت گریڈ17اور اوپر کے کتنے ملازمین لاہور میں کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومی سائل بتائیں؟

(د) ڈائریکٹر ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں، نیز ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن پنجاب لاہور کو سال07۔2006اور08۔2007 کے دوران فراہم کردہ سالانہ رقم کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سال برائے07۔2006

نان ڈویلپمنٹ بجٹ	:	53468000/۔
ڈویلپمنٹ بجٹ	:	537518000/۔
میزان	:	5909860000/۔

سال برائے08۔2007

نان ڈویلپمنٹ	:	70709000/۔
ڈویلپمنٹ	:	625790000/۔
میزان	:	696499000 /۔

(ب) سال07۔2006اور08۔2007 میں ترقیاتی کاموں کے لئے خرچ ہونے والے فنڈز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال برائے07۔2006		522419000/-روپے
سال برائے08۔2007		532235000/-روپے
میزان	:	1054654000/-روپے

سال07۔2006اور08۔2007 میں غیر ترقیاتی کاموں کے لئے خرچ ہونے والے فنڈز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال07۔2006		52319495/-روپے
سال08۔2007		61399095/-روپے
میزان	:	113718590/-روپے

(ج) ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن کے ماتحت گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین جو لاہور میں کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومی سائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجوکیشن کے زیر استعمال کل موجودہ سرکاری گاڑیاں 15 ہیں اور یہ جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیلات (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں، نیز ان دو سالوں کے دوران ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل کی مد میں خرچ ہونے والی رقم مندرجہ ذیل ہے:۔

گاڑیوں کی مرمت پر خرچ ہونے والی رقم سال وار مندرجہ ذیل ہے:۔

سال برائے 07۔2006 -/224558

سال برائے 08۔2007 -/169965

میزان: -/394523

پٹرول / ڈیزل کی مد میں خرچ ہونے والی رقم مندرجہ ذیل ہے۔

سال برائے 07۔2006 -/819516

سال برائے 08۔2007 -/678355

میزان : -/1497871

پنجاب کوآپریٹو بنک میں آفیسران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3161: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوآپریٹو بنک پنجاب میں کل کتنے سینئر مینجر، مینجر، جی ایم، ڈائریکٹر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور بالترتیب کتنی کتنی تنخواہیں و دیگر سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں؟

(ب) ان آفیسران نے 08-2007 اور 09-2008 میں کتنا کتنا ٹی اے / ڈی اے لیا، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ تمام آفیسران گورنمنٹ سے اپنے تمام فوائد حاصل کر رہے ہیں اور بنک مجموعی طور پر خسارے میں جا رہا ہے اس کی وجوہات؟

(د) اگر بنک خسارے میں نہیں جارہا تو چھوٹے ملازمین فور کلاس جو ڈیلی ویجز یا کنٹریکٹ کی بنیاد پر بااحسن طریق سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کو ملازمت سے فارغ کیوں کیا جارہا ہے؟

(ہ) کیا ان چھوٹے ملازمین کو ملازمت سے فارغ کرنے سے بنک کی سالانہ آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو کتنا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کے پوچھے گئے ملازمین اور ان کی تنخواہوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	عہدہ	ملازمین کی تعداد	ماہانہ تنخواہ	دیگر مراعات	میزان
-1	جنرل مینجر	1	-/86482	-/25005	-/111487
-2	چیف مینجر	14	-/923283	-/24396	-/947679
-3	سینئر مینجرز	70	-/3534121	-/35000	-/3569121
-4	مینجرز	187	-/7259494	-/56100	-/7315594
	میزان	272	-/11803380	-/140501	-/11943881

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کے پوچھے گئے افسران نے 08-2007 اور 09-2008 میں جتنا ٹی اے/ڈی اے لیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	عہدہ	ملازمین کی تعداد	برائے سال 08-2007	برائے سال 09-2008
-1	جنرل مینجر	1	-/63068	-/4051
-2	چیف مینجر	14	-/598949	-/540000
-3	سینئر مینجرز	70	-/1707419	-/1989048
-4	مینجرز	187	-/882903	-/367716
	میزان	272	-/3252339	-/2900815

(ج) جی نہیں مذکورہ تمام افسران گورنمنٹ سے اپنے تمام فوائد حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ بنک کے تمام ملازمین بنک ہذا کے اپنے وسائل میں سے تنخواہیں اور الاؤنسز وصول کر رہے ہیں۔ مزید براں بنک کے مالی حسابات 2009-06-30 کے مطابق سٹیٹ بنک آف پاکستان کو مارک اپ کی ادائیگی کرنے کے بعد مبلغ -/749012830 روپے خسارے میں چلا گیا ہے۔ بنک کے خسارے میں جانے کی وجہ نئے قرضہ جات کے اجرا پر پابندی، سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے کریڈٹ لائن کی فراہمی کی بندش اور اس پر مارک اپ کی شرح 9

فیصد سالانہ اور بنک کی طرف سے کسانوں کو رعایتی مارک اپ پر قرضوں کی فراہمی اوسطاً 14 فیصد ہے۔

(د) بنک اس وقت خسارے میں ہے تاہم بنک کو خسارے سے بچانے اور مالی بوجھ کم کرنے کے لئے ڈیلی ویجز ملازمین کو فارغ کیا گیا ہے۔

(ہ) جی ہاں! right sizing کے نتیجے میں بنک کو سالانہ 87 لاکھ روپے کی بچت متوقع ہے۔

سال 2009 ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور میں بھرتی ودیگر تفصیلات

*3627: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور کے تحت کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتاجات، تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اگر بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام، تاریخ اور اخبار کا تراشہ لف کریں؟

(ج) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا؟

(د) کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

(ہ) مذکورہ بھرتی کرنے والے افسر کا نام، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز میرٹ لسٹ بنانے والے ملازمین کے نام اور عہدہ بھی بیان کریں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور کے تحت 186 افراد کو بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، پتاجات، تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیلات (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مذکورہ بھرتی سے قبل "نوائے وقت" اخبار مورخہ 2008-11-12 اور "دن" اخبار مورخہ 2008-11-13 کو اشتہار دیا گیا جس کے تراشے (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) تمام افراد کو محکمہ کی سلیکشن کمیٹی کے ذریعے میرٹ پر بھرتی کیا گیا اور rules میں نرمی کرکے کسی بھی فرد کو بھرتی نہیں کیا گیا۔

(د) تمام افراد کو محکمہ کی سلیکشن کمیٹی کے ذریعے میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔

(ہ) مذکورہ بھرتی کرنے والے افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل اور میرٹ لسٹ بنانے والے ملازمین کے نام اور عہدہ کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈی ایچ اے میں ضم کرنے کی تفصیلات

*3284: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں merge کر دیا گیا ہے، اگر ہاں تو کس قانون کے تحت ایسا کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کوآپریٹو نے پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں merge کرنے کی تحریری و قانونی اجازت دی تھی اگر ہاں تو اس قانونی اجازت کی کاپی ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کا کل کتنا رقبہ تھا جو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے زیر کنٹرول دیا گیا مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی دفعہ 15اے(2) ترمیم شدہ 2006 کے تحت ضم کیا گیا ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کو دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز پنجاب نے آرڈر نمبری آر سی ایس /ایچ /ایل۔130/1100 مورخہ 07۔06۔28 کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی میں ضم کرنے کی اجازت دی جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پارک ویو ہاؤسنگ سوسائٹی نے کل 7157 کنال 14 مرلے رقبہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کو دیا تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم رقبہ	مرلہ/ کنال
1	کل رجسٹری شدہ رقبہ	7157.14
2	انتقال شدہ رقبہ	5975.15
3	غیر انتقال شدہ رقبہ	1181.19
4	قبضہ جو اتھارٹی کو دیا گیا	4513.13

5	(i) وجہ ناجائز تجاوزات / تعمیر (ii) زیر استعمال سیکورٹی فورسز جس رقبہ کا قبضہ نہ دیا گیا	2644.01
6	رقبہ زیر معاہدات (بغیر رجسٹری وانتقال)	268.00

فیصل آباد محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے سکول و کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3628: جناب محمد اجمل: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے فیصل آباد میں کتنے سکول و کالجز کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان سکولز و کالجز میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان سکولز و کالجز میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(د) ان سکولز و کالجز کے پرنسپل / ہیڈ ماسٹر صاحبان کی اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں، کتنی کس کس جگہ کب سے خالی پڑی ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ خصوصی تعلیم کے ضلع فیصل آباد میں کل 12 ادارے کام کر رہے ہیں جن کے نام و پتا کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا خصوصی تعلیم کے 12 اداروں میں کل 990 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

(ج) مذکورہ سکول و کالجز میں کل 129 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل گریڈ وار (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان میں بیشتر اسامیاں 2009-07-01 کو نئی منظور ہوئی ہیں اور ان اسامیوں کو جلد از جلد پر کر دیا جائے گا نیز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ عارضی طور پر ٹیچرز بھرتی کر رہی ہے جس سے ٹیچرز کی اسامیاں بھی پر ہو جائیں گی۔

(د) ان سکول و کالجز کے پرنسپل / ہیڈ ماسٹر صاحبان کی خالی اسامیوں کی تفصیلات درج ذیل ہے:-

1۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن فار ڈیف اینڈ ڈیفیکٹو ہیئرنگ سکول فیصل آباد میں گریڈ 19 کی پرنسپل کی اسامی یکم جولائی 2009 سے خالی پڑی ہے۔ البتہ مس مہ جبیں SSET کو اس اسامی کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

2۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول آف سپیشل ایجوکیشن (H.I) فیصل آباد میں گریڈ 18 کی پرنسپل کی اسامی مورخہ 2 دسمبر 2007ء سے خالی پڑی ہے اور وہاں پر محمد افتخار SSET کو اس اسامی کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

3۔ گورنمنٹ سکول فار سلو لرنرز ، سنٹر کالونی فیصل آباد میں گریڈ 17 کی ہیڈ ماسٹر کی اسامی 07۔2006 سے خالی پڑی ہے جبکہ مس سعدیہ مجید Psychologist بطور ہیڈ مسٹریس اس پوسٹ پر کام کر رہی ہے۔

4۔ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن ذہنی معذوراں فیصل آباد میں گریڈ 17 کی پرنسپل کی اسامی 07۔2006 سے خالی پڑی ہے جبکہ مس فوزیہ حمید Psychologist بطور ہیڈ مسٹریس اس پوسٹ پر کام کر رہی ہے۔

ڈی ایچ اے بنانے کے اغراض و مقاصد و دیگر تفصیلات

*3285: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی (DHA) پہلے کینٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی تھی اگر ہاں تو اتھارٹی بنانے کے اغراض و مقاصد کیا تھے ایوان کو تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کینٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی بنانے سے بہت سے اضافی اختیارات مل گئے تھے، اگر ہاں تو اضافی اختیارات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کینٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈی ایچ اے بنانے کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا نیز کیا حکومت مزید ہاؤسنگ سوسائیٹز کو ہاؤسنگ اتھارٹی کا درجہ دینے کے اقدامات اٹھا رہی ہے اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے جواب دیا جائے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی (DHA) پہلے لاہور کینٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی تھی۔

اس مقصد سوسائٹی کو نقصانات سے بچانا تھا جو کہ زمین کی خرید، ناجائز قبضہ جات اور زمین کی ملکیت کے تنازعہ جات کی صورت میں ہو رہے تھے۔

(ب) گورنر پنجاب نے بذریعہ آرڈیننس مورخہ 29۔ستمبر 1999 لاہور کینٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا درجہ دیا جس کے تحت سوسائٹی کے تمام معاملات کا اختیار اتھارٹی کو مل گیا تھا۔

(ج) گورنر پنجاب نے بذریعہ آرڈیننس مورخہ 29۔ستمبر 1999 لاہور کینٹ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا درجہ دیا۔ حکومت نے مزید ہاؤسنگ سوسائٹیز کو ہاؤسنگ اتھارٹی کا درجہ دیا ہے اور نہ ہی ایسی کوئی تجویز محکمہ امداد باہمی پنجاب کے زیر غور ہے۔

محکمہ سپیشل ایجوکیشن ضلع فیصل آباد 07-2006 اور 08-2007 کے فنڈز و دیگر تفصیلات

*3629: جناب محمد اجمل: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد محکمہ سپیشل ایجوکیشن کو سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ان سالوں کے دوران طالب علموں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم کس کس سکول کی مرمت اور عمارت کی تعمیر پر خرچ ہوئی؟

(د) پی پی۔63 فیصل آباد میں محکمہ کا کوئی ادارہ کام کر رہا ہے اگر ہاں تو کس جگہ؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے اداروں کو 07۔2006 اور 08۔2007 میں فراہم کردہ رقم کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے:۔

سال برائے 07۔2006	-/81264000 روپے
سال برائے 08۔2007	-/47314000 روپے
میزان:	-/128578000 روپے

(ب) ان سالوں کے دوران طالب علموں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے۔

سال برائے 07۔2006	-/26408000 روپے
سال برائے 08۔2007	-/10173000 روپے
میزان:	-/36581000 روپے

(ج) سال برائے 08۔2007 میں گورنمنٹ سیکنڈری سکول برائے متاثرہ بصارت میں اضافی تعلیمی بلاک تعمیر ہوئی اور اس پر -/5249000 روپے کی رقم خرچ ہوئی۔

(د) فیصل آباد میں محکمہ خصوصی تعلیم کے ادارے ٹاؤنز کی سطح پر قائم کئے گئے ہیں جن میں سے ایک سنٹر گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر جناح ٹاؤن A/440 غلام محمد آباد لطیف چوک میں قائم کیا گیا ہے اور جناح ٹاؤن حلقہ پی پی۔63 میں موجود ہے۔

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک قرض پر شرح سود کی تفصیلات

*3602: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک، اسٹیٹ بنک سے قرض لیکر آگے disburse کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوآپریٹو بنک 1.75 فیصد سے لے کر 2 سے 3 فیصد تک شرح سود سے رقوم لیتا ہے لیکن جو deliver کرتا ہے وہ کم از کم 9 فیصد ہوتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا کوآپریٹو بنک جس شرح سود سے سٹیٹ بنک سے رقوم لیتا ہے اسی شرح سود سے کسانوں کو دینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ سٹیٹ بنک سے قرض لیکر تقسیم کرتا ہے کیونکہ سٹیٹ بنک نے مالی سال 07۔2006 کے بعد فنڈز کی فراہمی کا سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔

(ب) سوال میں اٹھایا گیا معاملہ درست نہ ہے دراصل پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ زرعی قرضہ جات کی تقسیم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے منظور شدہ سالانہ کریڈٹ لائن میں سے فراہم کرتا رہا ہے اور سٹیٹ بنک آف پاکستان فنڈز گورنمنٹ آف پاکستان کے 6 ماہ کے اوسط ٹریژری بلز ریٹ پر رقم فراہم کرتا رہا ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان سے فنڈز کی آخری قسط دوران مالی سال 07۔2006 بشرح 8.9017 فیصد سالانہ کے حساب سے

وصول کی گئی ہے۔ کوآپریٹو بنک قرضہ جات کی فراہمی 13 فیصد تا 16 فیصد شرح مارک پر کر رہا ہے۔

(ج) جز(ب) کی روشنی میں یہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف گنگ محل گلبرگ لاہور میں پرنسپل کی تعیناتی

*4378: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف (پوسٹ گریجوایٹ) گنگ محل گلبرگ لاہور میں وفاقی حکومت کے محکمہ خصوصی تعلیم کی پرائمری ٹیچر (شعبہ ذہنی معذور) کو پرنسپل تعینات کیا گیا ہے؟

(ب) اگر درج بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پرنسپل کی تعیناتی میرٹ پر کی گئی ہے؟

(ج) اگر پرنسپل کی تعیناتی میرٹ پر نہیں کی گئی تو کیا حکومت پرنسپل کو تبدیل کر کے میرٹ کے مطابق اور متعلقہ فیلڈ کے کسی ماہر تعلیم کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) متعلقہ پرنسپل صاحبہ کو وفاقی حکومت محکمہ خصوصی تعلیم سے ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت عرصہ 3 سال کے لئے گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف گنگ محل گلبرگ لاہور میں بطور پرنسپل BS-18 میں تعینات کیا گیا ہے۔ ان کی تقرری گریڈ 17 میں فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے ذریعے محکمہ خصوصی تعلیم پاکستان میں کی گئی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پرائمری ٹیچر کبھی بھی نہ تھی اور نہ ہیں۔ نیز ان کی پروموشن محکمہ خصوصی تعلیم حکومت پاکستان میں مارچ، 1997 میں بطور وائس پرنسپل / ڈپٹی ڈائریکٹر BS-18 میں کی گئی اور موجودہ پرنسپل کی پوسٹ بھی گریڈ 18 کی ہے جس پر مذکورہ خاتون کو بطور پرنسپل ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت عرصہ 3 سال کے لئے تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) متعلقہ پرنسپل مسز فوزیہ نیئر صاحبہ کی تعیناتی میرٹ پر کی گئی ہے کیونکہ محکمہ ہذا نے ان کی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو مذکورہ اسامی پر تعینات کیا ہے۔

(ج) موجودہ پرنسپل کی تعیناتی میرٹ پر کی گئی ہے اور محکمہ ہذا فی الحال کوئی اور ماہر تعلیم مذکورہ اسامی پر تعینات کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ موجودہ پرنسپل صاحبہ جو کہ ڈائریکٹوریٹ جنرل آف سپیشل ایجوکیشن، منسٹری آف سوشل ویلفیئر اینڈ سپیشل ایجوکیشن، گورنمنٹ آف پاکستان میں گریڈ18 میں اپنے فرائض 12 سالوں سے سرانجام دے رہی تھی اور محکمہ ہذا نے ان کی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے NOC جاری کیا(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)کیونکہ مذکورہ خاتون USA کی truman یونیورسٹی سے qualified ہیں اور 22 سال سے سپیشل ایجوکیشن کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ curriculum vite کی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)ان کی قابلیت اور تجربہ کی بنیاد پر ان کو deputation پالیسی کے تحت مذکورہ کالج میں تین سال کے لئے تعینات کیا گیا ہے۔کاپی لف(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کسانوں کو بغیر مارک اپ کے قرضے جاری کرنے کی تفصیلات

*3607: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت کسانوں کو بغیر مارک اپ قرضے جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت کسانوں کو فصل سے فصل تک قرضے جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت کسانوں کو ٹریکٹر اور زرعی مشینری کے لئے بھی بغیر مارک اپ قرضے جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں مختلف ادارے / بنک زرعی مقاصد کے لئے قرضہ جات فراہم کر رہے ہیں۔جہاں تک پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کا تعلق ہے تو اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ بنک اپنے محدود مالی سال وسائل کے پیش نظر کسانوں کو بلا سود قرضہ جات کا اجراء نہیں کر سکتا کیونکہ بنک ہذا زرعی قرضہ جات کی تقسیم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے حاصل کی جاتی رہی ہے اس پر بنک 6 ماہ کے اوسط گورنمنٹ آف پاکستان کے

ٹریژری بلز ریٹ کے مطابق شرح مارک اپ ادا کر رہا ہے۔ اندریں حالات بنک بلاسود قرضہ جات فراہم نہیں کر سکتا۔

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک پہلے ہی فصلی قرضہ جات برائے فصل ربیع و خریف فصل سے فصل تک کے عرصہ کے لئے جاری کر رہا ہے۔ ہر فصل کا قرضہ تقریباً 8ماہ کے لئے جاری کیا جاتا ہے مثلاً خریف کا قرضہ جاری ہونے کے بعد وصولی اس وقت کی جاتی ہے جب خریف کی فصل برداشت کی جاتی ہے اور اس طرح ربیع کی فصل کے لئے دیا جانے والا قرضہ ربیع کی فصل کی برداشت پر قابل وصول ہوتا ہے۔ یہ ترتیب چھوٹے کسانوں کی سہولت کے لئے رکھی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب کے ماتحت کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ پہلے ہی Registrar Revolving Fund کے تحت بارانی ایریا کے رہائشی ممبران کوآپریٹو سوسائٹیز (کسانوں) کو ٹریکٹر کی خریداری کے لئے بلاسود فنڈز مہیا کر رہا ہے اور اس مقصد کے لئے چار کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ قرضہ 48ماہ کے لئے جاری کیا جاتا ہے اور اس کی وصولی ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے۔ اس قرضے کے حصول کے لئے سوسائٹی ممبر کو پہلے ٹریکٹر کی قیمت 25فیصد margin money کے طور پر جمع کروانا پڑتا ہے اور ٹریکٹر کی قیمت کا بقیہ 75فیصد حصہ گورنمنٹ کی طرف سے قرضہ کی صورت میں سوسائٹی کو مہیا کیا جاتا ہے۔ یہ قرضہ پہلے آئیے پہلے پائیے کی بنیاد پر جاری کیا جاتا ہے۔

لاہور میں گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف گلبرک کو ملنے والے بجٹ کی تفصیلات

*4379: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گورنمنٹ ٹریننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف (پوسٹ گریجوایٹ) گنگ محل گلبرگ لاہور کو پچھلے تین مالی سالوں میں کتنا بجٹ ملا ہے اور اس بجٹ کو کس طرح اور کہاں کہاں استعمال کیا گیا ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

گورنمنٹ ٹرننگ کالج فار ٹیچرز آف دی ڈیف (پوسٹ گریجوایٹ) گنگ محل گلبرگ لاہور کو سابق تین سالوں میں ملنے والے بجٹ کی تفصیلات سال وار مندرجہ ذیل ہیں۔

	مالی سال 07۔2006	مالی سال 08۔2007	مالی سال 09۔2008
کل بجٹ	-/10479000	-/10604000	-/17583000
خرچہ کی تفصیلات			
تنخواہ بمعہ الاؤنسز	-/9559039	-/12190236	-/15845838
یوٹیلٹی بلز	-/399369	-/352855	-/524674
کنٹی جینسی	-/1127371	-/726089	-/277344
مرمت	-/149891	-/229667	-/254000
ٹوٹل خرچہ	-/10838784	-/14201249	-/16893358
	تفصیل کا پی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے	تفصیل کا پی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے	تفصیل کا پی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ذریعے کسانوں کو زرعی قرضہ فراہم کرنے کی تفصیلات

*3679: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈویژن بہاولپور میں کسانوں کو زرعی قرضہ جات فراہم کرنے کے لئے کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) گزشتہ دو سالوں میں مذکورہ سوسائٹیوں کے ذریعے سالانہ کتنی رقم کسانوں کو بطور زرعی قرضہ جات فراہم کی گئی ضلع وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) یہ قرضہ کس شرح سود پر اور کن کن شرائط پر کسانوں کو دیا جاتا ہے؟

(د) کیا حکومت کسانوں کو بھی انڈسٹریل قرضہ جات کی شرح سود پر قرضہ فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بہاولپور ڈویژن میں کسانوں کو زرعی قرضہ جات فراہم کرنے والی کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 2832 ہے۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران ڈویژن بہاولپور میں چھوٹے کسانوں کو فراہم کئے جانے والے زرعی قرضہ جات کی ضلع وار سال وار تفصیل اسطرح ہے:۔

نام ضلع	مالی سال2008ء	مالی سال2009ء
بہاولپور	289504770/۔	288736054/۔
بہاولنگر	251621367/۔	228451600/۔
رحیم یار خان	281816440/۔	272075200/۔
میزان	822942537/۔	789262854/۔

(ج) یہ قرضہ جات مالی سال08۔2007و09۔2008میں13فیصد سے16فیصد سالانہ شرح مارک اپ کے حساب سے چھوٹے کسانوں کی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف سکیموں کے ذریعے جاری کئے گئے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ فصلی قرضہ جات:

دولاکھ تک فصلی قرضہ شخصی ضمانت اور دولاکھ سے زائد قرضہ زرعی زمین کی کفالت پر جاری کیاجاتا ہے نیز فصلی قرضہ برائے فصل ربیع و خریف صرف ممبران انجمن ہائے کو ہی جاری کیاجاتاہے اوراس کی وصولی آٹھ ماہ کے اندر فصل کی برداشت پر کی جاتی ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ14فیصد سالانہ ہے۔

2۔ لائیوسٹاک ریوالونگ کریڈٹ:

اس سکیم کاقرضہ تین سال کے لئے جاری کیاجاتاہے کاغذات تین سال تک کارآمد ہوتے ہیں سال میں ایک مرتبہ جملہ قرضہ جمع کرانا ہوتاہے اس سکیم کے تحت ایک انجمن کے 8ممبران ایک لاکھ روپے فی ممبر کے حساب سے قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔کفالت کے طور پر ایک ایکڑ زرعی اراضی جس کی مالیت مطلوبہ قرضہ سے دوگنی ہونی چاہئے درکار ہوتی ہے۔ مقروض اپنی مرضی اور اپنی ضرورت کے مطابق جب چاہے قرضہ جمع کرواسکتاہے اور نکلوا بھی سکتا ہے۔ موجود شرح مارک اپ13فیصد سالانہ ہے۔

3۔ ریوالونگ کریڈٹ فصلی قرضہ:

انجمن کی منظور شدہ حد قرضہ کے مطابق جاری کیاجاتاہے کاغذات تین سال کے لئے کارآمد ہوتے ہیں سال میں ایک مرتبہ جملہ قرضہ جمع کرانا ہوتااور سابقہ کاغذات پر دوبارہ قرضہ جاری کر دیاجاتاہے۔ مقروض اپنی مرضی اور اپنی ضرورت کے مطابق جب چاہے قرضہ جمع کرواسکتاہے اور نکلوا بھی سکتاہے۔ موجودہ شرح مارک اپ14فیصد سالانہ ہے۔

4۔ لائیوسٹاک قرضہ برائے خرید بھیڑ بکری:

9ماہ کی مدت کے لئے جاری کیاجاتا ہے اور قرضہ کی حد مبلغ ایک لاکھ روپے ہے جس کے عوض چار کنال زرعی اراضی بطور کفالت درکار ہوتی ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ13فیصد سالانہ ہے۔

5۔ وویمن کوآپریٹو سوسائٹیز کے لئے قرضہ:

یہ قرضہ تین سال کی مدت کے لئے جاری کیا جاتا ہے زیادہ سے زیادہ قرضہ 2لاکھ روپے فی انجمن جاری کیا جاتا ہے۔ وصولی 36 برابر ماہانہ اقساط میں کی جاتی ہے۔کفالت کے طور پر زرعی اراضی یاشہری جائیداد جس کی مالیت مطلوبہ قرضہ سے دگنی ہونی چاہئے درکار ہوتی ہے ۔موجودہ شرح مارک اپ 11فیصد سالانہ ہے۔

6۔ طلائی زیورات کے عوض قرضہ جات:

ان قرضہ جات کی فراہمی 6ماہ کی مدت کے لئے کی جاتی ہے اور سونے کی اصل مالیت کے 60فیصد کے برابر قرضہ جاری کیا جاتا ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ 16فیصد سالانہ ہے۔

7۔ درمیانی مدت کے قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر،زرعی آلات وغیرہ:

یہ قرضہ پانچ سال کی مدت کے لئے جاری کئے جاتے ہیں اور وصولی 10 برابر ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے۔اس سکیم کے ذریعے ایک انجمن کے 4 ممبران پانچ لاکھ فی ممبر کے حساب پر قرضہ حاصل کر سکتے ہیں جن کی ملکیتی زرعی اراضی کم از کم 40 کنال یااس سے زائد ہونی چاہئے۔ موجودہ شرح مارک اپ 16 فیصد سالانہ ہے تاہم فنڈز کی کمی کے پیش نظر فی الحال اس سکیم کے تحت قرضہ جات کااجراء بند کیا ہوا ہے۔

8۔ لائیوسٹاک پراجیکٹ فنانس:

پانچ سال کے لئے جاری کیا جاتا ہے اور وصولی 10 برابر ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے اس سکیم کے تحت ایک انجمن کے 8 ممبران 5لاکھ فی ممبر کے حساب سے قرضہ حاصل کر سکتے ہیں۔کفالت کے طور پر کم از کم 40 کنال زرعی اراضی درکار ہوتی ہے جس کی مالیت مطلوبہ قرضہ سے دوگنی ہونی چاہئے تاہم فنڈز کی کمی کے پیش نظر فی الحال اس سکیم کے تحت قرضہ جات کااجراء بند کیا ہوا ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ 13 فیصد سالانہ ہے۔

(د) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ کمرشل بنکس انڈسٹریل قرضہ جات سٹیٹ بنک آف پاکستان کی سکیم کے تحت رعائتی نرخوں پر جاری کرتے ہیں جبکہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے فنڈز 6ماہ کے اوسط GOPٹی بلز ریٹ کے حساب سے دستیاب ہیں جوکہ تقریباً9فیصد سالانہ ہے اور مذکورہ قرضہ جات چھوٹے کسانوں کی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ لہذا پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کسانوں کو انڈسٹریل قرضہ جات کی طرز پر رعائتی شرح مارک کے مطابق قرضہ جات فراہم نہیں کر سکتا تاہم اگر سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک کو

رعائتی نرخوں پر فنڈز فراہم کرتا ہے تو بنک بھی اس کے مطابق رعائتی نرخوں پر قرضہ جات کا اجراء کرنے کے لئے تیار ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*4623: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 2008-09 سے آج تک ضلع گوجرانوالہ سپیشل ایجوکیشن کو کتنے فنڈز وصول ہوئے، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں واقع کتنے سکولوں کی عمارات تعمیر کی گئی؟

(ج) اس گرانٹ سے ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی؟

(د) اس ضلع میں حکومت کس کس جگہ مزید سکولز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) مالی سال 2008-09 سے آج تک ضلع گوجرانوالہ میں سپیشل ایجوکیشن کے اداروں کو جو فنڈز مہیا کئے گئے ان کی تفصیل ادارہ وار درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ادارے کا نام	بجٹ برائے 2008-09	بجٹ برائے 2009-10
1	گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہئیرنگ سکول، گوجرانوالہ	8957000/-	10902500/-
2	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائنڈ گوجرانوالہ	6493500/-	8406500/-
3	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، ماڈل ٹاؤن کامونکی	4140000/-	4785500/-
4	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، وزیرآباد	4032000/-	4869500/-
5	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، نوشہرہ ورکاں	3883000/-	3802000/-
6	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، اروپ ٹاؤن، گوجرانوالہ	4871500/-	5147500/-
7	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کھیالی شاہپور ٹاؤن، گوجرانوالہ	4544000/-	4630500/-
8	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، قلعہ دیدار سنگھ ٹاؤن، گوجرانوالہ	6148000/-	3650000/-
9	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، (M.R) گوجرانوالہ	5507000/-	3934500/-
10	گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فار سلو لرنرز، گوجرانوالہ	5894500/-	652600/-
11	میزان	54470500/-	56570500/-

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں واقع کسی سکول کی نئی عمارت تعمیر نہیں کی گئی البتہ گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہئیرنگ سکول، گوجرانوالہ میں ایک اضافی بلاک برائے ذہنی

معذور طلبا تعمیر کیا گیا ہے اور گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائنڈ گوجرانوالہ میں بھی ایک اضافی بلاک برائے سلولرنز طلبا تعمیر کیا گیا ہے۔

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو حکومت کی طرف سے تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں جن کی تفصیلات درج ذیل ہے:۔

Details of Free of Cost Facilities being provided to all the students of Special Education.

01. Education
02. Uniform with Shoes(Five numbers of pairs in a year)
03. Pick & Drop
04. Milk Daily (1/4 Liter)
05. Teaching Aid
06. Monthly Stipend Rs.200/-
07. Text Books
08. Sports Materials
09. Braille Books
10. Wheel Chairs
11. Hearing instrument
12. Hearing Aid

(د) اس ضلع کے ہر ٹاؤن میں حکومت پنجاب محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے ادارے قائم کر رکھے ہیں اور فی الحال حکومت مزید نئے سکولز بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

ملتان، خانیوال، لودھراں میں کوآپریٹو بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4207: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان، خانیوال اور لودھراں میں کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں کے سربراہوں کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان برانچوں سے پانچ لاکھ اور اس سے زائد کے defaulter کے نام و پتا جات بتائیں؟

(د) ان کو یہ قرضہ کن کن مقاصد کے لئے جاری کیا گیا تھا؟

(ہ) ان کو قرض جاری کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تتمہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) تتمہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج)

نام برانچ	پانچ لاکھ یا اس سے زائد کے ڈیفالٹر کے نام و پتاجات
ملتان برانچ	مخدوم محمد احسن شاہ ولد سید علمدار حسین شاہ، سکنہ کوٹھی الحسن عظمت واسطی روڈ ملتان، بذریعہ انجمن قرضہ المخدوم شیر شاہ ملتان
لاڑ برانچ	امتیاز حسین خان ولد سعادت حسین خان بذریعہ انجمن قرضہ چاہ دوغاچی والا موضع جھوک گاموں لاڑ
جلال پور پیروالا برانچ	ملک سجاد حسین ولد کریم بخش بذریعہ انجمن قرضہ گودر ڈاک خانہ حافظ والا تحصیل جلال پور
جلال پور پیروالا	اللہ دتہ ولد کرم علی، مسماۃ ظہیرہ خاتون دختر محمد بخش بذریعہ انجمن قرضہ چاہ چھتے والا موضع بہادر پور، تحصیل جلال پور۔
جلال پور پیروالا برانچ	خلیل الرحمٰن ولد کرم علی بذریعہ انجمن قرضہ موضع اباڑہ جنوبی تحصیل جلال پور
لودھراں برانچ	میاں عزیز احمد جھنڈیر ولد میاں در محمد سکنہ بستی سلطان نگر چک نمبر 91/ ایم لودھراں
کہروڑپکا برانچ	منظور احمد ولد عبدالرحمن بذریعہ انجمن قرضہ ماڑی بھاگو خان تحصیل کہروڑپکا
کہروڑپکا برانچ	محمد رفیق ولد خیر محمد بذریعہ انجمن کھچی والا شرقی تحصیل کہروڑپکا
کہروڑپکا برانچ	محمد اقبال ولد بقا محمد بذریعہ انجمن قرضہ چاہ ملاں والا موضع مشرف واہن تحصیل کہروڑپکا
کہروڑپکا برانچ	سجاد حسین ولد صادق محمد خان بذریعہ انجمن قرضہ موضع بہی جلال تحصیل کہروڑپکا
کہروڑپکا برانچ	سید مظہر حسین ولد شبیر حسین شاہ بذریعہ انجمن قرضہ بہی وگھہ مل موضع نور شاہ تحصیل کہروڑپکا
مخدوم عالی برانچ	ملک محمد اسلم اعوان ولد ملک طیب خان اعوان سکنہ چک نمبر 365 ڈبلیو بی مخدوم عالی
کبیر والا برانچ	نور محمد ولد اسلام دین بذریعہ انجمن قرضہ کوٹ مول چند شرقی تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	حسن محمد ولد اللہ بخش بذریعہ انجمن قرضہ راوی والا موضع نڑحال تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	کوثر عباس ولد حسین شاہ بذریعہ انجمن قرضہ موضع امیر پور تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	مشتاق احمد ولد اللہ بخش بذریعہ انجمن قرضہ بہادر والا تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	محمد خالد ولد منیر محمد بذریعہ انجمن قرضہ 6 کسی تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	سید حسنین جہانیاں ولد سید محب حسین بذریعہ انجمن قرضہ چک نور نگ شاہ جنوبی تحصیل کبیر والا
کبیر والا برانچ	حاجی امجد حسین ولد ہتم علی بذریعہ انجمن قرضہ پتی امجد حسین موضع چک شیر خان تحصیل کبیر والا

(د) جن مقاصد کے لئے قرضہ جاری کیا گیا:۔

1- برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات

2- فصلی قرضہ

3- برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات

4- ڈیری فارم برائے خرید دودھیلے جانور

(ہ)

نام برانچ	قرضہ جاری کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ
ملتان برانچ	مبشر اقبال مرحوم، آفیسر گریڈ 6
لاڑ برانچ	عزیز اللہ خان مرحوم، آفیسر گریڈ 6
جلال پور پیر و والا برانچ	اشفاق احمد، آفیسر گریڈ 5

جلال پورپیروالا برانچ	عبدالکریم بھٹی، آفیسر گریڈ5
لودھراں برانچ	اقبال حسین مگسی، آفیسر گریڈ6
کہروڑپکا برانچ	سید محمد رمضان شاہ آفیسر گریڈ6
مخدوم عالی برانچ	مہر خادم حسین آفیسر گریڈ5
کبیروالا برانچ	ارشاد احمد پراچہ مرحوم آفیسر گریڈ6
کبیروالا برانچ	مہر نواب شیر، آفیسر گریڈ6
کبیروالا برانچ	مہر صفدر علی، آفیسر، گریڈ6

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ کے اداروں / سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4632:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں سپیشل ایجوکیشن کے ادارے / سکول کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں سے فیس کتنی وصول کی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کو حکومت کی طرف سے کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(ہ) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالب علموں کے لئے کتنی اور کون کون سی گاڑیاں ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف،ب) ضلع گوجرانوالہ میں سپیشل ایجوکیشن کے زیر انتظام 10 ادارے / سکولز کام کر رہے ہیں جن کے نام و پتا اور طالب علموں کی تعداد سکول وار مندرجہ ذیل ہے:۔

سکولز و اداروں کے نام	طالب علموں کی تعداد
1۔گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہیرنگ سکول، پیپلز کالونی،Z بلاک، گوجرانوالہ	218
2۔گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ فار دی بلائنڈ،W بلاک گوجرانوالہ	37
3۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، ماڈل ٹاؤن، کامونکی	95
4۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، سیالکوٹ روڈ بندن میرج ہال، وزیرآباد	160
5۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، نوشہرہ ورکاں	70
6۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، اروپ ٹاؤن نزد سیالکوٹ بائی پاس، گوجرانوالہ	65
7۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کھیالی شاہپور ٹاؤن، کنگنی والا بائی پاس، گوجرانوالہ	60
8۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، قلعہ دیدار سنگھ ٹاؤن، گوجرانوالہ	60
9۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، (M.R)، پیپلز کالونی،Z بلاک، گوجرانوالہ	24
10۔گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فار سلو لرنرز،W بلاک، گوجرانوالہ	15

(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی بلکہ حکومت ان بچوں کو تمام تر سہولیات مفت فراہم کرتی ہے۔

(د) مذکورہ اداروں میں زیر تعلیم تمام طالب علموں کو حکومت کی طرف سے جو سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

Details of Free of Cost Facilities being provided to all the students of Special Education.

01. Education
02. Uniform with Shoes (Five numbers of pairs in a year)
03. Pick & Drop
04. Milk Daily (1/4 Liter)
05. Teaching Aid
06. Monthly Stipend Rs.200/-
07. Text Books
08. Sports Materials
09. Braille Books
10. Wheel Chairs
11. Hearing instrument
12. Hearing Aid

(ہ) ان سکولوں میں زیر تعلیم طالب علموں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کرنے کے لئے حکومت نے ہر ادارے کو ٹرانسپورٹ مہیا کر رکھی ہے، جن کی تفصیلات سکول وائز درج ذیل ہے:-

سکولز و اداروں کے نام	گاڑیوں کی تعداد / نام
1-گورنمنٹ ڈیف اینڈ ڈیفکٹیو ہیرنگ سکول، پیپلز کالونی، Z بلاک، گوجرانوالہ	ڈونگ فنگ 1 عدد، اسوزو 2 عدد
2-گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی بلائنڈ، W بلاک گوجرانوالہ	ڈونگ فنگ 1 عدد
3-گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، ماڈل ٹاؤن، کامونکی	ڈونگ فنگ ایک عدد، اسوزو 2 عدد
4-گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، سیالکوٹ روڈ بندن میرج ہال، وزیر آباد	ڈونگ فنگ ایک عدد، اسوزو 2 عدد
5-گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، نوشہرہ ورکاں	ڈونگ فنگ ایک عدد، اسوزو 2 عدد
6-گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، اروپ ٹاؤن نزد سیالکوٹ بائی پاس، گوجرانوالہ	ہنو پاک ایک عدد
7-گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، کھیالی شاہ پور ٹاؤن، کنگنی والا بائی پاس، گوجرانوالہ	ہنو پاک ایک عدد
8-گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، قلعہ دیدار سنگھ ٹاؤن، گوجرانوالہ	ہنو پاک ایک عدد
9-گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، (M.R)، پیپلز کالونی، Z بلاک، گوجرانوالہ	اسوزو ایک عدد
10-گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر فار سلو لرنرز، W بلاک، گوجرانوالہ	اسوزو ایک عدد

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! آپ نے جو point raise کیا ہے اس پر بعد میں بیٹھ کر بات کریں گے۔ جی، دونوں محکموں کے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا عبدالرحمٰن صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں نے جو استدعا کی تھی اس سلسلے میں جناب کے فیصلے کا منتظر ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا سا انتظار کریں۔ ہم مل بیٹھ کر ایک joint Resolution تیار کرتے ہیں پھر اس پر بات کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! 13-جنوری 2010 کو میاں چنوں میں ایک بہت افسوس ناک حادثہ پیش آیا۔ جس میں ایک ریلوے ٹرین کے ساتھ سکول وین ٹکرانے کی وجہ سے 12 بچے تعلیم کے حصول کی جدوجہد میں شہید ہوئے اور 18 بچے زخمی ہوئے۔ یہ محض محکمہ ریلوے کی غفلت سے ہوا ہے۔ میں اسی لئے گزارش کر رہا ہوں کہ میرے انتخابی حلقے میں 23 ریلوے کراسنگ ہیں۔ ان 23 ریلوے کراسنگ میں سے 18 پر پھاٹک موجود نہیں ہیں۔ خدانخواستہ کوئی اور حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے وہاں سے سات بڑی سڑکیں گزرتی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ محکمہ ریلوے کے ساتھ رابطہ کر کے ان crossing پر پھاٹک لگوانے کا جلد از جلد بندوبست کرے۔ ہمارا یہ وتیرہ بن گیا ہے کہ جب کوئی حادثہ رونما ہو جاتا ہے تو ہم اس پر افسوس کرنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں لیکن ان حادثات کی روک تھام کے لئے ہم کوئی بندوبست نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ کی بات سن رہے ہیں وہ انشاء اللہ محکمہ ریلوے کو اس حوالے سے لکھ کر بھجوائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ استدعا کروں گا کہ اس حوالے سے کوئی time frame دے دیں کہ وہ کب تک ان تمام کراسنگ پر ریلوے پھاٹک لگوا دیں گے؟ دو سو سال پہلے یہ ریلوے لائن بچھائی گئی تھی لیکن ابھی تک وہاں پر پھاٹک نہیں لگائے گئے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ کی بات نوٹ کر رہے ہیں وہ اس بارے میں ضرور کارروائی کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ کوئی time frame دے دیں کہ تین مہینے یا چھ مہینے تک یہ ریلوے پھاٹک لگوا دیئے جائیں گے۔ میاں چنوں کے حادثہ کے بعد اگر وہاں پر 24 گھنٹے کے اندر ریلوے پھاٹک لگ سکتا ہے تو یہ پھاٹک بھی لگائے جا سکتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بارے میں کوئی time frame دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!آپ اس بارے میں بتائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس حوالے سے رانا عبدالرحمن صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور پھر اس کا کوئی حل نکالتے ہیں۔

سیدزعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔قانونی طور پر محکمہ ریلوے اس بات کا پابند ہے کہ جہاں پر پھاٹک موجود نہیں ہیں وہاں پر کم از کم ان کا کوئی ملازم موجود ہونا چاہئے تاکہ وہ وہاں پر اپنی ڈیوٹی دے سکے۔اگر فوری طور پر پھاٹک لگانے میں کوئی financial implications involve ہیں تو محکمہ ریلوے for the time being وہاں پر اپنے ملازم تعینات کرے اور اس ڈیوٹی پر مامور اہلکاروں کی وہاں پر ڈیوٹی کو ensure کیا جائے تاکہ اس طرح کے حادثات دوبارہ رونما نہ ہو سکیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notices کو take up کرتے ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ نئے سال کا پہلا اجلاس ہے۔اس سے پہلے جتنے اجلاس ہو چکے ہیں ان میں تقریباً 20 قوانین منظور کئے گئے ہیں لیکن خواتین کی بہتری اور بہبود کے لئے کوئی بھی قانون سازی نہیں ہوئی تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کی بہتری اور بہبود کے لئے بھی کوئی کام ہونا چاہئے۔ہم خواتین کو عضو معطل نہ سمجھا جائے۔میں بلدیاتی نظام کے حوالے سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلے کئی سالوں سے یہ بلدیاتی نظام کسی نہ کسی شکل میں رائج رہا ہے لیکن اس کی کوئی حتمی شکل نہیں بن سکی۔برطانیہ میں یہ نظام بڑے اچھے طریقے سے چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جب لوکل گورنمنٹ پر بات ہوگی تو اس وقت آپ یہ ساری باتیں کر لینا۔تشریف رکھیں۔جی، محسن لغاری صاحب!آپ اپنا Call Attention Notice پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!جو لوگ اپنی پارٹی بدلتے ہیں، اپنی پارٹی سے غداری کرتے ہیں اور حکومتی پارٹی کے ساتھ مل جاتے ہیں

انہیں لوٹا کہا جاتا ہے۔ ان کو تو ساری مراعات دی جاتی ہیں لیکن مخصوص سیٹوں پر آنے والی خواتین ممبران اسمبلی کو ترقیاتی فنڈز نہیں دیئے جاتے۔ ہر بار وعدہ کیا جاتا ہے لیکن پھر اجلاس ختم ہونے کے بعد اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا جبکہ جو لوگ اپنی پارٹی سے غداری کرتے ہیں ان کو ساری مراعات دے دی جاتی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر جو وعدہ کیا جائے اس پر عملدرآمد بھی کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا، تشریف رکھیں۔ جی، محسن لغاری صاحب!

ڈیرہ غازی خان میں بارود سے بھرے ٹرکوں کے پکڑنے کی تفصیلات

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔نومبر 2009 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق بارڈر ملٹری پولیس اور پنجاب پولیس ڈیرہ غازی خان نے راکھی گان، ترمن اور بواٹہ کے مقام سے پنجاب میں داخل ہونے والے بارود سے بھرے ٹرک پکڑے ہیں، محکمہ پولیس نے اس بارے میں اب تک کیا کارروائی کی ہے، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ٹرک پنجاب کی حدود میں داخل ہو جاتے تو اس سے کافی جانی اور مالی نقصان کا اندیشہ ہو سکتا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ان بارود سے بھرے ٹرکوں کو پکڑنے والی بارڈر ملٹری پولیس اور پنجاب پولیس ڈیرہ غازی خان کو کسی مالی امداد یا انعام سے نہ نوازا ہے؟

(د) کیا حکومت بارڈر ملٹری پولیس اور پنجاب پولیس ڈیرہ غازی خان کو مالی امداد یا انعام سے نوازنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 2009-11-11 کو پنجاب پولیس ڈیرہ غازی خان نے ترمن چیک پوسٹ پر کارروائی کرتے ہوئے دو عدد کنٹینرز، جن میں بارود تھا پکڑے اور ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 248 بجرم 14/5 (Explosive Act) مورخہ 2009-11-11 کو تھانہ بواٹہ میں درج ہوا تھا۔ راکھی گان اور بواٹہ چیک پوسٹ پنجاب پولیس کی حدود میں نہ آتے ہیں۔

(ب) یہ دھماکا خیز مواد بغیر کسی اتھارٹی لیٹر، اجازت نامے اور بغیر کسی security کے ترسیل کیا جا رہا تھا۔ اگر کسی طرح سے یہ مواد سماج دشمن عناصر کے ہاتھ لگ جاتا تو انتہائی خطرناک اور ہولناک نتائج برآمد ہو سکتے تھے۔

(ج،د) یہ درست ---۔ جناب سپیکر! جز (ج) اور جز (د) کا جواب پہلے تو یہی تھا کہ یہ درست ہے کہ کوئی appreciation یا انعام متعلقہ اہلکاروں کو نہیں دیا گیا کہ جنہوں نے اس معاملے میں perform کیا ہے لیکن جب یہ معاملہ معزز رکن محسن لغاری صاحب نے اٹھایا تو میری اس سلسلے میں R.P.O اور کمشنر ڈیرہ غازی خان سے بات ہوئی ہے اور اب یہی طے پایا ہے کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے اس معاملے میں اپنی ڈیوٹی کو احسن طریقے سے انجام دیا ہے ان کو appreciate بھی کیا جائے گا اور انھیں اس سلسلے میں نقد انعامات بھی دیئے جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ میں بار بار یہ point raise کرتا رہا ہوں کہ ڈی جی خان کی strategic importance بالکل ایسے ہی ہے جس طرح گھر کا دروازہ ہوتا ہے یہ بلوچستان اور سرحد کی طرف سے پنجاب کا گیٹ ہے۔ جس طرح ہم گھر کی حفاظت کے لئے چوکیدار بٹھاتے ہیں اور گیٹ مضبوط کرتے ہیں تاکہ ہمارا گھر محفوظ ہو اسی طرح ڈیرہ غازی خان میں بارڈر ملٹری پولیس اور پنجاب پولیس پنجاب کا دفاع کرنے کے لئے front line forces ہیں۔ پچھلے سال تقریباً انہی دنوں ڈیرہ غازی خان کے اندر محرم کے جلوس کے دوران unfortunate incident ہوا تھا تو اس وقت بھی میں نے اس بات کی طرف لاء منسٹر کی توجہ دلائی تھی اور ان کی کاوش سے یہ ہوا ہے کہ بارڈر ملٹری پولیس کی بھرتیوں کے اشتہار وغیرہ لگے ہیں لیکن تقریباً مہینے سے اوپر ہو گیا ہے کہ ابھی تک ان کی recruitments نہیں ہوئیں۔ بارڈر کو protect کرنے والی Forces یعنی بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ نیوی کی آدھی سے زیادہ پوسٹیں خالی ہیں اور promotions کے کیس بھی اسی طرح رکے ہوئے ہیں۔ میرے بھی علم میں آیا ہے کہ وہ forces ہر قوم اور ہر علاقے کو patrol کرتی ہیں اور ان کے کوٹے کے مطابق ان کی بھرتیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں لغاری علاقے کے اندر بارڈر ملٹری پولیس کے ایک junior most آدمی کو promote کر کے اوپر لے جایا گیا ہے۔ جب merit compromise ہوتے ہیں اس وقت ادارے کمزور ہوتے ہیں۔ میں اس Call Attention Notice پر بحث کا

فائدہ اٹھاتے ہوئے لاء منسٹر سے گزارش کروں گا کہ وہاں پر promotions and recruitments کو میرٹ پر ensure کریں۔ پنجاب حکومت نے جس وقت Educators کی بھرتیاں کیں، میں اپوزیشن کا ممبر ہوں لیکن مجھے یہ پتا ہے کہ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں تو لوگ اس بات سے مطمئن ہیں کہ Educators کی بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں۔ اسی طرح آج کل پولیس کی بھرتیاں ہو رہی ہیں اور ان کی promotions ہو رہی ہیں ان کے اندر میرٹ کو کچھ compromise کیا جا رہا ہے، میں رانا صاحب سے commitment چاہوں گا کہ یہاں پر بھی میرٹ ہو۔ Law and orders کے حساب سے بارڈر ملٹری پولیس پنجاب کی صف اول کی Force ہے جو وہاں کھڑی ہو کر پنجاب کا دفاع کرتی ہے۔ جب اس کے اندر بھرتیوں اور promotions میں میرٹ پر compromises ہوں گے تو یہ force demoralized ہو گی اور اس کی performance وہ نہیں ہو گی جو کہ اس کی ہونی چاہئے، لہذا میں اس پر بھی لاء منسٹر سے commitment چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں لغاری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ نے Educators کی بھرتی کے متعلق جو میرٹ پالیسی اپنائی ہے انہوں نے اس کو appreciate کیا ہے۔ 36 ہزار Educators بھرتی کئے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس عزم صمیم کی وجہ سے ممکن ہوا ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا میرٹ سے متعلق commitment ہے۔ انہوں نے یہاں پر جو promotions سے متعلق بات کی ہے، یہ specific واقعہ میرے notice میں لائیں اس سلسلے میں RPO and Commissioner سے میری بات ہوئی ہے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان promotions میں بھی میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پولیس میں جو بھرتیاں ہوئی ہیں، ایک زمانہ یہ بھی تھا کہ اے ایس آئی 5 لاکھ اور کانسٹیبل 3 لاکھ میں بھرتی ہوتے رہے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے ہم نے اس سے پہلے بھی پونے دو سال میں پولیس میں بھرتیاں کی ہیں اور اب بھی ہونے جا رہی ہیں کوئی ایک کیس بھی ایسا نہیں ہو گا کہ جس میں کرپشن تو کیا کسی کی سفارش بھی ہو، تمام لوگوں کو میرٹ پر بھرتی کیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں تمام پارلیمانی پارٹیاں اور اس معزز ہاؤس میں بیٹھنے والا ہر معزز ممبر بھی

مبارکباد اور appreciation کا مستحق ہے کہ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کیا ہے اور یہ کرنا ممکن ہوا۔

جناب سپیکر! دوسرا Call Attention Notice take up کرنے سے پہلے یہ ایک تحریر ہے جو ہر ممبر کے سامنے موجود ہے لیکن میں اسے اس لئے پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ اس کی اہمیت اجاگر ہو اور ہم بجٹ کے اوپر pre-budget discussion کروانے جا رہے ہیں تاکہ ہر ممبر اس میں اپنی in put دے اور اس مرتبہ کوئی bureaucratic budget نہیں بلکہ ایک عوامی بجٹ سامنے آئے اور اس صوبے کی ترقی کا باعث بنے۔ اس میں یہ فیصلہ اس طرح سے ہوا تھا کہ Business Advisory Committee کی میٹنگ مورخہ 20۔جنوری 2010 میں یہ طے پایا ہے کہ اگلے ہفتے یعنی سوموار 25-01-2010 تا 29-01-2010 ماسوائے 26-01-2010 بروز منگل جو کہ خاص طور پر غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہوتا ہے، پر بجٹ تجاویز کے حوالے سے عام بحث ہوگی۔ اس سلسلے میں PILDAT اور حکومت کے تعاون اور جناب سپیکر کی اجازت سے آج بروز جمعرات 21-01-2010 کو نور ہال پی سی ہوٹل میں زیر صدارت جناب سپیکر ایک pre-budget briefing کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام 2 بجے دوپہر یا جس وقت بھی اجلاس ختم ہو اس کے فوراً بعد یہ پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔ میری طرف سے اور جناب سپیکر کی طرف سے بھی تمام اراکین اسمبلی سے request ہے کہ آپ تمام دوست وہاں پر تشریف لائیں۔ PILDAT نے experts کا اہتمام کیا ہے جو بجٹ کی تیاری سے متعلق اور بجٹ میں دی جانے والی تجاویز سے متعلق آپ کو آگاہ کریں گے تاکہ آپ بہتر انداز میں contribute کر کے گورنمنٹ کی رہنمائی کر سکیں۔ میں خصوصی طور پر قائد حزب اختلاف چودھری صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی اس مقصد کے لئے تھوڑا سا ٹائم ضرور نکالیں اور چونکہ اجلاس کے فوراً بعد آپ نے وہاں پر جانا ہے اس لئے وہاں پر کھانے کا اہتمام ہے، سب دوست وہیں پر کھانا تناول فرمائیں اور اجلاس ختم ہونے کے فوراً بعد جتنا جلد ممکن ہو سکے وہاں پر پہنچیں تاکہ اس پروگرام کی کارروائی کا آغاز کیا جا سکے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! لاء منسٹر کی طرف سے یہ تحریر پڑھنے کے بعد میں اپنے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی وہاں پر جا کر مستفید ہوں تاکہ PILDAT اور جمہوریت سے محبت کرنے والے جن اداروں نے وہاں پر آپ کی زیر صدارت جس پروگرام کا اہتمام کیا ہوا ہے اپنے تئیں وہاں پر پہنچ کر کچھ سیکھیں اور Education لیں۔

جناب سپیکر! میں پچھلے Call Attention Notice پر آپ کی وساطت سے چھوٹا سا ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ tradition رہی ہے کہ Call Attention Notice وزیر اعلیٰ کو address کیا جاتا ہے اور اہم issues پر پچھلے گزرے ہوئے وزرائے اعلیٰ جن میں میاں منظور وٹو اور چودھری پرویز الٰہی شامل ہیں وہ خود آکر جواب دیا کرتے تھے اور یہ بھی صحیح ہے کہ راجہ بشارت صاحب بھی جواب دیتے رہے ہیں جس طرح کہ یہاں رانا ثناء اللہ صاحب جواب دیتے ہیں اور اکثر بااحسن طریقے سے جواب دے دیتے ہیں لیکن کچھ issues ایسے ہوتے ہیں جن کا جواب دینے کے لئے اگر وزیر اعلیٰ صاحب خود تشریف لے آئیں تو Treasury Benches کا ایک pride بھی بنتا ہے اور یہ بھی ایک اچھی tradition ہوتی ہے مثلاً آج کا Notice بارود سے بھرے ٹرک پکڑے جانے کے بارے میں تھا یہ ultimately دہشت گردی کی طرف جانے والی ساری چیزیں ہیں اور دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے اس وقت سارے ملک میں زرداری پالیسی چل رہی ہے، زرداری پالیسی کے ساتھ میاں شہباز شریف بھی ہیں اور میڈیا میں بھی آچکا ہے کہ دہشت گردی سے نمٹنے والی زرداری پالیسی کو گورنمنٹ پنجاب support کرتی ہے۔ Supplementary question کے ذریعے میری استدعا ہے کہ ہماری یہ آواز ان تک پہنچا دی جائے کہ ایسے اہم issues پر کبھی وہ قدم رنجہ فرمائیں تو اس ہاؤس کی بھی عزت افزائی ہوگی اور اچھی traditions پڑیں گی۔ بہت بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

2001 میں سیاسی بنیادوں پر قائم ہونے والے مقدمات ختم کرنے کا مطالبہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی Leader of the Opposition نے کہا ہے کہ زرداری کی پالیسی کے ساتھ میاں محمد شہباز شریف بھی ہیں تو میرا خیال ہے کہ صدر پاکستان کی پالیسی پورے پاکستان کے لوگوں کی پالیسی ہے اور چیف منسٹر بھی ان کے ساتھ ہیں، اپنے الفاظ ذرا درست کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ political workers پر 2001 سے کے سیاسی مقدمات ختم کر دیئے گئے ہیں تو 2 دن پہلے تھانہ گوجرپورہ میں پیپلز پارٹی کے ایک کارکن کو گرفتار کیا گیا جس کا FIR No.139/2 ہے، 16 MPO کے تحت 23 آدمی نامزد تھے اور یہ 2001 کا کیس ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ سیاسی کیس ختم کئے گئے تھے تو اس تھانے سے پوچھا

جائے کہ انھوں نے کیوں اس پیپلز پارٹی کے کارکن کو گرفتار کیا ہے؟اس کا نام یوسف ہے اور اس ایف آئی آر میں 23 کارکنوں کا نام تھا لیکن اس اکیلے کو گرفتار کیا گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے بالکل درست کہا ہے کہ Call Attention Notice کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ صوبے کا چیف ایگزیکٹو خود اس کا جواب دے کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل سوال ہوتا ہے، دوسری صورت میں وزیر قانون جواب دے۔یہاں آج جو Call Attention Notice لغاری صاحب نے پیش کیا کہ بارود سے بھرے ہوئے ٹرک پکڑے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس ملازمین اور افسران نے انتہائی جوانمردی سے ان ٹرکوں کو پکڑا، انھوں نے بہت ہی ذمہ داری سے یہ فرض سرانجام دیا۔اگر یہ ٹرک کسی دہشتگرد تنظیم کے ہاتھ لگ جاتے تو بڑا نقصان ہو سکتا تھا۔ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب ملک میں ہوتے تو وہ خود اس کا جواب دینے کے لئے تشریف لاتے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسا سوال جس کی اہمیت پورے صوبے پر محیط ہو یا قومی پالیسی کے متعلق ہو تو وزیر اعلیٰ پنجاب خود اس کا جواب دیا کریں گے۔ اس کے علاوہ انھوں نے زرداری پالیسی کا کہا ہے اور اس پر محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے اختلاف کیا ہے۔ میں بھی اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ زرداری پالیسی ہے، شہباز شریف پالیسی ہے اور نہ ہی نواز شریف پالیسی ہے بلکہ یہ دہشتگردی کے خلاف پوری قوم کی پالیسی ہے اور پوری قوم اس کی back پر کھڑی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ میڈیا کی بھی بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میڈیا کا بھی اس میں بہت اہم role ہے اور آپریشن ''راہ نجات'' میں افواج پاکستان کے بعد سب سے زیادہ میڈیا کا ہی role ہے کہ جس طرح 35 لاکھ لوگ بے گھر ہوئے وہاں ہر پارٹی کے لیڈر گئے اور سیاسی تعاون پیدا ہوا۔ وہاں 8 سال تک آپریشن ہوتا رہا لیکن کامیاب نہیں ہوا اور اب آپریشن ''راہ نجات'' کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔ یہ ہماری پالیسی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ محترمہ نے سیاسی مقدمات کی واپسی کے متعلق جو بات کی ہے اور جس مقدمے کا حوالہ دیا ہے وہ واپس لے لیا جائے گا۔ یہ بالکل درست ہے کہ ہم نے تمام سیاسی مقدمات کو withdraw کیا تھا۔ اگر کوئی مقدمہ کسی وجہ سے withdraw نہیں ہو سکا تو اس کا

علم کسی بھی معزز ممبر کو ہے تو وہ میرے نوٹس میں لے آئیں تو اسے بھی withdraw کر لیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کوئی ایسی غلط بات کی ہو۔ یہ سیاسی کارکن ہیں اور بڑی محنت کے بعد یہاں پہنچی ہیں۔ اگر میری کسی بات پر ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں لیکن میڈیا اور اخبارات میں زرداری پالیسی کے حوالے سے خبریں آتی رہی ہیں۔ میں نے بھی اس حوالے سے زرداری پالیسی کہا تھا۔ اب وزیر قانون صاحب بھی فرما رہے ہیں تو یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ اگر یہ صدر کی پالیسی ہے تو پھر جب صدر لاہور میں موجود تھے تو وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی یہاں موجود ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، خواجہ صاحب!

توجہ دلاؤ نوٹس

(۔۔۔جاری)

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا Call Attention Notice ہے۔

فیصل آباد میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت

خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6۔دسمبر 2009 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق فیصل آباد تھانہ صدر کے چک 215 ر ب محلہ عمر فاروق کوٹ کے رہائشی رحمت علی کو رات کے وقت ڈاکوؤں نے ان کے گھر میں گھس کر دوران ڈکیتی قتل کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا مقدمہ متعلقہ تھانہ میں درج ہو چکا ہے مگر کسی بھی ملزم کو پولیس گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے؟

(ج) قتل کی اس واردات میں ملوث ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہ آنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کب تک ملزمان گرفتار ہو جائیں گے کیا حکومت ایسی وارداتوں کی روک تھام کے لئے ایسے مقدمات کو دہشت گردی کی عدالت میں بھجوانے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب،ج) یہ ایک اندھا قتل تھا اور اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ ایف آئی آر میں ملزم نامزد نہیں تھا۔ وہاں پر پولیس نے کام کیا ہے اور اس کیس کو trace out کیا ہے۔ مدعی نے قتل خود کیا تھا اور بعد میں مقدمہ بھی خود درج کروا دیا تھا۔ قاتل مقتول کا بھائی تھا۔ اس نے مقتول کی جائیداد ہتھیانے کے لئے قتل کیا تھا۔ اس کیس کو پوری طرح سے trace out کیا جا چکا ہے ملزم اور مقتول کی والدہ نے بھی تفتیش کے result کو تسلیم کیا ہے۔

(د) میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ حل ہو چکا ہے اور دہشتگردی کی عدالت میں مقدمہ چلانے کے حوالے سے اس مقدمے پر Prosecution Department کام کر رہا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ مقتول کا بھائی ہی ملزم تھا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اکیلا ہی ملزم ہے یا اس کے جرم میں کوئی اور بھی شریک ہے؟ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس مقدمے کو دہشتگردی کی کورٹ میں چلایا جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ اس کو examine کر رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس میں تفتیش کے مطابق مقتول کے بھائی نے ہی قتل کیا اور بعد میں وہاں ڈرامہ کیا کہ ڈکیتی ہوئی ہے۔ وہ خود ہی اس میں ملوث ہے کسی اور کے ملوث ہونے کی شہادت سامنے نہیں آئی۔ باقی جہاں تک خوف و ہراس کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل درست ہے کہ اس قسم کا واقعہ خوف و ہراس کا باعث بنتا ہے اس کو ہم پوری intention سے دیکھ رہے ہیں اور اگر اس میں 7ATA کا اطلاق پایا گیا تو وہ ضرور شامل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

تحاریک استحقاق نمبر3,15,23,26,31/2008اور35,36/2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر15 بابت سال 2008 پیش کردہ رائے محمد شاہجہان خان ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر23 بابت سال2008 پیش کردہ محترمہ نگہت ناصر شیخ، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر31 بابت سال 2008 پیش کردہ جناب محمد محسن خان لغاری، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر26 بابت سال 2008 پیش کردہ سردار شہزاد رسول خان جتوئی، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر3 بابت سال 2008 پیش کردہ چودھری طارق محمود باجوہ، ایم پی اے، تحریک استحقاق نمبر35 بابت سال2009 پیش کردہ ڈاکٹر محمد اختر ملک پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ اور تحریک استحقاق نمبر36 پیش کردہ مہر ارشاد احمد خان سیال، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر54 اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے ہے جو پڑھی گئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب! اس کا آپ نے جواب دینا ہے۔

پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ
کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رپورٹ پیش نہ کئے جانے سے متعلق معاملہ تحریک استحقاق کی صورت میں تقریباً تمام اپوزیشن ممبران نے مشترکہ طور پیش کیا ہے تو اس میں بالکل یہ ثابت ہے کہ متعلقہ محکمہ کی طرف سے in time رپورٹ کو پیش نہیں کیا گیا جس کا اب ہم نوٹس لے رہے ہیں۔ اگر تمام معزز ممبران اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کرنا مناسب سمجھیں تو اُس دوران یہ پیش کروا دی جائے گی اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے ہی سپرد کر دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! کیا pending کر دی جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی ایسے ہی تھا۔ یہ یقین دہانی ہو کہ اس کے بعد پھر pending نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ہوگی۔ یہ تحریک اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 55 پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

پرنسپلز آف پالیسی کی سالانہ رپورٹ بابت 08-2007
کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بھی same position ہے۔ میرا خیال ہے کہ پچھلی تحریک کا ایک ہفتے کا ٹائم دے دیا ہے جسے آپ نے pending فرما دیا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 55 کو آپ کمیٹی کے سپرد فرما دیں تاکہ دونوں طرح کا action ہو اور متعلقہ لوگوں کو احساس ہو کہ آئندہ بروقت رپورٹ ایوان میں آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق نمبر 55 کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 57 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔ جی، میاں صاحب!

ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن کا معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

میاں طارق محمود: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد اشرف SMO آر۔ایچ۔سی ڈنگہ (گجرات) کے خلاف رشوت لینے پر تھانہ انٹی کرپشن گجرات میں مقدمہ نمبر 17/09 درج ہوا جس کی انکوائری ضلعی لیول پر ہوئی اور ڈاکٹر موصوف کو مجرم قرار دیا گیا اور اس کے بعد پھر اس کے خلاف ڈویژنل لیول پر محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے انکوائری کی اور اس انکوائری میں ڈاکٹر موصوف کو مجرم قرار دیا گیا۔ محکمہ صحت نے انکوائریوں کی روشنی میں ڈاکٹر موصوف کو suspend کر دیا۔ ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ نے ڈاکٹر موصوف کو گرفتار کرنے اور اس کے خلاف مزید کارروائی کرنے کے لئے ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن سے اجازت طلب کی۔ ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن نے کسی دباؤ کے تحت ڈاکٹر موصوف کو گرفتار کرنے کی اجازت دینے کی بجائے اس کے خلاف انکوائری drop کر دی۔ میں اس کے اس فیصلہ کو معلوم کرنے اس کے دفتر گیا اور ان سے ایک کرپٹ ملازم کے خلاف انکوائری drop کرنے کی بابت معلوم کیا۔ اس موقع پر میرے ساتھ جناب محمد ارشد چودھری، ایم پی اے، PP-114 بھی موجود تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں ہمیشہ اپنی مرضی کرتا ہوں۔ مجھے جب کنٹریکٹ پر ملازمت دی گئی تھی تو میں نے اس وقت لکھ دیا تھا کہ میں ہر کام میں اپنی مرضی کروں گا خواہ مجھے وزیر اعلیٰ پنجاب بھی احکامات جاری کریں تو میں ان کی بھی نہیں سنوں گا۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کیس کے سلسلہ میں ہائی کورٹ لاہور نے بھی اپنے فیصلہ میں اس کرپٹ آفیسر کے خلاف فیصلہ دیا ہے اور اس کے خلاف قانون کے مطابق مقدمہ درج کر کے انکوائری کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں جس پر وہ سیخ پا ہو گئے اور انہوں نے مجھے اور دیگر ایم پی اے صاحبان کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایم پی اے روزانہ میرے پاس آتے جاتے رہتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے کافی کچھ کہا۔ ان کے ان الفاظ سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اس تحریک استحقاق میں انہوں نے جو لکھا ہے یقینا میرے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ

انہوں نے غلط لکھا ہے،انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ اپنی مرضی کرتا ہوں۔ مجھے جب کنٹریکٹ پر ملازمت دی گئی تو میں نے لکھ کر دیا تھا۔اس قسم کی باتیں اگر کوئی اعلیٰ منصب پر بیٹھ کر کرے تو اس کا میڈیکل چیک اپ ہونا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ حکومت سے متعلقہ ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر لیا جائے۔ ہم ان تین لائنوں کی انکوائری حکومتی سطح پر کریں گے اور اگر یہ بات درست پائی گئی تو ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کریں گے۔ میں اس پر objection نہیں کروں گا بعد میں استحقاق کمیٹی بھی اپنے طور پر thrash out کرے لیکن استحقاق کمیٹی کسی معاملے پر دو تین ماہ بعد کسی نتیجے پر پہنچے گی۔

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ اس طرح کی بات نہ کریں کہ اس کو pending کر لیا جائے۔ وہاں پر آپ کے دو ایم پی اے صاحبان کی موجودگی میں اس طرح کی بات کی گئی،آپ پھر بھی pending کروائیں تو یہ درست نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں انکوائری کروانا چاہتا ہوں۔ حکومت اس بات کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا چاہتی ہے کہ اگر انہوں نے اس قسم کی گفتگو کی ہے تو ہم اس بات کا کیوں انتظار کریں کہ یہ استحقاق کمیٹی کو جائے اور اس کا اجلاس ایک ماہ کے بعد ہو اور اس کے بعد وہ اس کو thrash out کرنے کے بعد سفارش کریں اور وہ اگلے اجلاس میں پیش ہو اور اس پر عمل ہو۔ اگر ایسا ہوا ہے تو ہم اس پر فوری ایکشن لیں گے۔ اگر آپ اس کو فوری نہیں تو دو دن کے لئے pending کر لیں اور Monday کو اس کا جواب لے لیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو دو ہفتوں کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! مجھے اس کی short statement کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: میں نے اس تحریک کو دو ہفتوں کے لئے pending کر دیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں بہت بڑا blunder ہوا ہے اگر اس میں لکھا ہوا ہے کہ اعلیٰ افسران اس کی انکوائری کریں۔ اگر اینٹی کرپشن والے اپنے محکمے کی انکوائری کے بعد، ایف آئی آر درج ہونے کے بعد، ایک ڈویژنل level پر اس کی انکوائری مکمل ہو جائے، اعلیٰ افسران اس کی انکوائری مکمل کریں۔ ڈی جی اینٹی کرپشن لاہور میں کچھ افسروں سے اس کی انکوائری کریں اور پھر کہیں کہ اسے drop کریں اور وہ نہ کریں اور پھر واپس

گوجرانوالہ باقاعدہ اس نے جو فون پر ڈائریکشن دی ہے وہ فائل میں موجود ہے۔ یہ سب سے بڑا کیس ہے جو دیکھنے والا ہے کہ اگر اینٹی کرپشن والے اس طرح کر رہے ہیں تو یہ محکمہ ٹھیک کس طرح ہو گا؟ شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر58، چوہدری ظہیر الدین صاحب اور دیگر ممبران کی ہے۔

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی،

نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات کا بروقت ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ آمنہ الفت: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 160(5) کے تحت حکومت پر لازم ہے کہ National Finance Commission کی recommendations اسمبلی میں پیش کریں۔ مذکورہ آرٹیکل میں Provided ہے کہ:

> "160(5) The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies."

علاوہ ازیں تحریک استحقاق کے بارے میں Rules 70(a) میں Provided ہے کہ:

> "70(a) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law."

آئین اور rules کی اس واضح provision کے باوجود حکومت نے مذکورہ recommendations ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کیں اور اس طرح حکومت آئین کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان

میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مرتبہ جو نیشنل فنانس کمیشن نے این ایف سی ایوارڈ کی صورت میں جو تحفہ اس ملک کو دیا ہے اور خاص طور پر پنجاب نے اس طرح سے واقعی بڑے بھائی کا کردار ادا کیا ہے جس میں میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوششیں شامل ہیں جو وہ ڈیڑھ سال سے کر رہے تھے جس میں نہ صرف پچھلے سال جو سرحد میں آئی ڈی پیز کا معاملہ ہوا تھا، پنجاب نے out of the way جا کر ان لوگوں کو support کیا اور حکومت نے اس وقت بھی acknowledge کیا اس کے علاوہ بلوچستان کے لوگ جو دل کے مریض ہوتے تھے وہ یہاں پر کارڈیالوجی ہسپتال میں آپریشن کے لئے آتے تھے اور ان کو یہاں پر وقت نہیں ملتا تھا، انہیں چھ چھ ماہ کے لئے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی اس مشکل کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہاں پر حکومت پنجاب کی طرف سے سٹیٹ آف آرٹ کارڈیالوجی سنٹر قائم کرنے کے احکامات صادر فرمائے جس پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ اسی طرح پنجاب کی طرف سے سندھ میں جب گندم کا بحران آیا تو پنجاب کی طرف سے بیس ہزار ٹن گندم مہیا کی گئی۔

یہ وہ vision تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ ساٹھ سالوں میں پہلی مرتبہ، پنجاب نے اس سے پہلے بھی دوسرے صوبوں کا حق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ قربانی دی لیکن ہمیشہ پنجاب کو طعنہ ملا، گالی ملی۔ اس دفعہ یہ ممکن ہوا کہ سرحد نے پنجاب کا شکریہ ادا کیا، بلوچستان نے شکریہ ادا کیا اور سندھ نے بھی کہا کہ پنجاب تیرا شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی کوششوں سے پاکستان مضبوط ہوا اور پنجاب مضبوط ہوا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ اسی اجلاس میں اس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کو اگلے ہفتے تک pending کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکموں کی کارکردگی کے حوالے سے سالانہ رپورٹیں اسمبلی میں پیش نہ کرنا یا تاخیر سے پیش کرنا۔ یہ ایک پریکٹس بن چکی ہے اس طرح نہ صرف ایوان کو بلکہ کمیٹیوں کو بھی embarrassment ہوتی ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس کو جلد از جلد کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کے بارے میں کوئی findings آ سکیں۔ جیسا کہ ابھی وزیر قانون صاحب نے این ایف سی ایوارڈ کے متعلق فرمایا یہ بجا کہ بڑی دیر کے بعد ہوا۔ پہلے نہ ہونے کی بھی کچھ وجوہات تھیں کیونکہ پہلے جو لوگ تھے وہ پنجاب کے کسی بھی حق پر compromise نہیں کرنا چاہتے تھے یا کم از کم جب یہ debate ہوتی تھی اور اب بھی جب ہوئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بڑے بھائی کو ہمیشہ اپنا role ادا کرنا چاہئے اور چھوٹے بھائیوں کا بھی خیال کرنا چاہئے کہ ان کے سانس کا ناتا قائم رہ سکے۔ یہاں پر آئین کے اندر آبادی کو بنیاد رکھا گیا تھا جسے این ایف سی ایوارڈ کے وقت negate کیا گیا کیونکہ اتنی بڑی آبادی کے صوبے میں below poverty line رہنے والی آبادی دو تین صوبوں سے بھی بڑھ کر ہے تو below poverty line اب مزید بڑھتی چلی جائے گی لیکن اس پر بھی اتفاق کئے جانے کے ساتھ ساتھ سوال یہ اٹھتا ہے کہ پنجاب کا ایک واحد پراجیکٹ کالا باغ ڈیم جو سارے پاکستان کے اندر ایک واحد catchment area ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں جسے پیپلز پارٹی نے cap کر کے پاکستان کے اوپر رہی نہیں بلکہ پنجاب کے اوپر بھی ظلم کیا ہے لیکن اس ظلم کے اندر اس دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی شامل ہو گئے ہیں کہ water reservoirs تو پنجاب میں بننے تھے لیکن اس ڈیم سے بننے والی بجلی تو سارے پاکستان کے اندر استعمال ہونی ہے۔ ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس وقت جب کچھ چیزیں چھوڑی گئیں، بالکل نہیں کہتے کہ نہیں چھوڑی جانی چاہئیں لیکن کوئی نشان دہی تو کی جاتی اور اس نشان دہی میں کہا جاتا کہ بھائیو! اتنا کچھ چھوڑ رہے ہیں تو ایک یہ چھوٹی سی چیز ہے کہ سمندر میں 35 ملین ایکڑ فٹ پانی گر رہا ہے تو اگر اسے سمندر میں گرنے سے پہلے ایک جگہ پیالے میں روک لیا جائے اور اس سے بجلی بنالی جائے اور اس پانی کو تقسیم کر دیا جائے۔ اگر وہ نہ مانتے تو ریکارڈ پر تو آ جاتا کہ چیف ایگزیکٹو آف پاکستان نے پنجاب کی نمائندگی کی ہے لیکن انہوں نے جو کچھ کیا ہے تو اس پر جب این ایف سی ایوارڈ پر بحث ہو گی تو ہم اپنی معروضات پیش کریں گے لیکن ہم بڑے دل گرفتہ حالت میں یہ کہتے ہیں کہ پنجاب کا مقدمہ صحیح طریقے سے پیش نہیں کیا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو یہ بات کی ہے کہ پنجاب نے آبادی کی بنیاد پر این ایف سی ایوارڈ کے معاملے کو negate کیا ہے تو اس وقت بھی sources کی 82 فیصد آبادی کی بنیاد پر ہی distribution ہوتی ہے اور جہاں تک انہوں نے کالا باغ ڈیم کی بات کی ہے تو کالا باغ ڈیم سے متعلق پاکستان مسلم لیگ (ن) کا بطور جماعت اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کا شروع دن سے یہ موقف رہا ہے کہ کالا باغ ڈیم بڑا ضروری ہے اور یہ بننا چاہئے لیکن on the cost of Pakistan نہیں بننا چاہئے، on the cost of Federation نہیں بننا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! رانا صاحب کے ان اچھے جذبات کی قدر کرتے ہوئے میں درمیان میں ہی یہ کہتا ہوں کہ ہم کالا باغ ڈیم کے حق میں مشترکہ قرارداد لانے کے لئے تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم بالکل بننا چاہئے لیکن پاکستان کی قیمت پر نہیں اور فیڈریشن کی قیمت پر نہیں۔ ہم آج بھی یہ بات کہتے ہیں اور اس بات میں باقی جماعتیں اور بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی بھی شامل ہے کہ اس پر اگر consensus پیدا ہو جائے تو کالا باغ ڈیم بننا چاہئے اور اس کے لئے سب کوشاں ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے نہ صرف پنجاب کو سرخرو کیا بلکہ پاکستان کو مضبوط کیا۔ انہوں نے صرف پنجاب کا نہیں بلکہ پاکستان کا بھی مقدمہ لڑا اور انہوں نے ایک فیصلہ کیا، جب قائد حزب اختلاف یہ فرما رہے تھے کہ انہوں نے یہ نہیں کیا اور وہ نہیں کیا اور ہم نے یہ کیا اور وہ کیا۔ جب پچھلی مرتبہ 2007 میں این ایف سی ایوارڈ آنے کی بات چیت ہو رہی تھی تو اس وقت پنجاب کے وہ حکمران جنہوں نے اس وقت کے ڈکٹیٹر کو لکھ کر دیا کہ جو تم کرو گے ہمیں قابل قبول ہے، وہ کون تھے؟ (شیم شیم)

یعنی آج بات وہ لوگ کر رہے ہیں اور آج فیصلے کے اوپر وہ لوگ اعتراض کر رہے ہیں جبکہ یہ بات on record ہے اور چودھری صاحب کے علم میں ہے کہ ان لوگوں نے پنجاب کا مقدمہ لڑنا تو کیا انہوں نے تو اس وقت ایک ڈکٹیٹر کے سامنے ہتھیار پھینکے اور سفید کاغذ پر دستخط کر کے دے دیئے کہ جو جنرل مشرف کرے گا ہمیں قابل قبول ہو گا تو انہوں نے پنجاب کا یہ مقدمہ لڑا؟ آج اگر پنجاب کو سرخرو کیا، پنجاب کو پورے پاکستان سے appreciate کیا گیا تو اس پر انہیں اعتراض ہو رہا

ہے یا یہ اس بات کی نفی کریں کہ انہوں نے یہ لکھ کر نہیں دیا تھا کہ جو فیصلہ جنرل مشرف کرے ہمیں قابل قبول ہوگا۔ وہ تو اس ڈکٹیٹر اور طالع آزما کو اتنی ہمت اور جرأت نہ ہوئی کیونکہ وہ اپنے چکروں میں پڑا ہوا تھا اور اپنی جان بچا رہا تھا تو اسے اتنی ہمت اور جرأت نہیں ہوئی ورنہ وہ اس وقت جو چاہتا کر دیتا۔ انہوں نے تو سارا کچھ اسے لکھ کر دے دیا تھا۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کا ساتھ دے رہے ہیں، وہ آپ کے اور پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں اور اگر یہ کرتے ہیں تو اچھی بات ہے۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنے دوست کی دونوں باتوں کا اختصار کے ساتھ جواب دوں گا کہ اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ یہاں پر تین براہ راست الیکشن ہوئے ہیں جو ڈکٹیٹروں نے ہی کروائے ہیں۔ ایک یحییٰ خان نے کروایا، ایک ضیاء الحق نے کروایا اور یہاں جناب کی کرسی پر بیٹھنے کی جسارت کی جس پر آپ جیسے اشخاص نے بیٹھنا تھا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ تیسرا الیکشن بھی ایک ڈکٹیٹر نے کروایا جس میں تمام پارٹیوں نے حصہ لیا۔ چھ پارٹیوں کے اتحاد نے ایم ایم اے کی حکومت بنائی اور اس الیکشن میں ہم نے بھی حصہ لیا۔ یہ بھی اور ہم political era کے لوگ ہیں، ہم انتخابی لوگ ہیں اور ہم نامزدگیوں کے لوگ نہیں ہیں۔ اس الیکشن میں یہ ہار گئے اور ہم جیت گئے۔ دوسرا الیکشن بھی اسی ڈکٹیٹر نے کروایا جس میں ہم ہار گئے اور یہ جیت گئے اور اسی ڈکٹیٹر کے کرائے گئے الیکشن کے بعد ان کے ساتھیوں نے کالی پٹیاں باندھ کر وزارتوں کا حلف لیا اور بعد میں تنخواہیں بھی لیں اور پھر اسحاق ڈار صاحب کے ساتھ سٹیٹ بنک سے ایک clash کروایا وہ ایک چارٹر اور پیکیج تھا جو میں کبھی بعد میں بیان کر دوں گا جو یہاں پر مطلوب نہیں ہے۔ وہ ایک بہت بڑی رقم حاصل کرنے کے بعد quit کر گئے۔ میں یہاں پر گزارش کروں گا کہ ہم نے compromise نہیں کیا تھا اور ہم نے کہا تھا کہ compromise نہیں کریں گے اور پنجاب کے مفادات پر دستخط نہیں کریں گے اور کہا کہ پچھلا ایوارڈ ہی چلتا رہے تو دستخط نہیں کئے لیکن یہ ہمارے اچھے جذبات کو twist دے رہے ہیں تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ چلیں جو آپ نے کیا سر تسلیم خم ہے لیکن 35 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں پھینکا جا رہا ہے تو خدا کے لئے اسے روکئے کیونکہ پاکستان کے اندر کالا باغ ڈیم ہی ایک catchment area ہے اور میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کالا باغ ڈیم بنانا چاہتی ہے تو اس کار خیر میں قرارداد کے ذریعے شروعات کر کے ہم بھی شامل ہونا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، جی۔ اس تحریک استحقاق کو ایک ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے اور تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب تحاریک التوائے کار لی جاتی ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کو بحث برائے بحث تو نہیں بنانا چاہتا لیکن میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں صرف یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب انہیں قراردادوں کی کتنی جلدی پڑی ہوئی ہے اور انہیں قراردادیں پیش کرنے میں کتنی دلچسپی ہے۔ یہ قرارداد پچھلے پانچ سالوں سے pending رہی ہے اور اسے انہوں نے پیش نہیں ہونے دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس اسمبلی میں قرارداد وردی کے حق میں پیش ہوئی ہے تو یہ کارنامہ کہہ لیں یا پھر دوسرے لفظوں میں کیا کہوں کہ یہ بھی انہی کے حصے میں آیا کہ اس ایوان سے انہوں نے وردی کے حق میں قرارداد پاس کروائی لیکن کالا باغ ڈیم کے حق میں انہیں قرارداد پاس کروانے کی پورے پانچ سالوں میں توفیق نہیں ہوئی۔

معزز ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر! پرویز مشرف نے صدارت کے لئے ریفرنڈم کروایا لیکن کالاباغ ڈیم پر کیوں نہیں کروایا؟

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع کی جاتی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں، میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ (e)83 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جاچکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جاسکتی ہیں ۔چونکہ خوراک پر بحث کے لئے آج کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذااس سے متعلقہ تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ اب ہم ولائیت شاہ کھگہ کی تحریک نمبر 612 لیتے ہیں۔ یہ move ہو چکی تھی اور اس session کے لئے pending کی گئی تھی۔

قادر آباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری

(۔۔۔جاری)

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جناب لاء منسٹر نہیں تھے اس وقت لائیو سٹاک کے منسٹر موجود تھے اور انہوں نے ایک statement دی تھی میں اس طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔انہوں نے یہ statement دی تھی کہ تین دنوں میں جانور recover ہوں گے اور ان افسران کے خلاف کارروائی بھی ہوگی لیکن مجھے افسوس ہے کہ تقریباً دو ماہ گزر چکے ہیں آج تک وہاں کوئی جانور برآمد نہیں ہوا۔جو افسر guilty ہے اس کے خلاف DG نے تفصیلاً ایک رپورٹ مرتب کی ہے لیکن اس کو مینجر سے اٹھا کر سپر نٹنڈنٹ لگا دیا گیا ہے یعنی اب اس کو ٹوٹل انچارج بنا دیا گیا ہے۔میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ساری انکوائری مکمل ہو چکی ہے تو پھر اس افسر کو جو مینجر تھا سپر نٹنڈنٹ لگا دیا گیا جبکہ وہ چوری کا ذمہ دار ہے اور میرے خیال میں اس پر penalty بھی ڈالی گئی ہے۔ میری لاء منسٹر سے گزارش ہے کہ اس کا کوئی مثبت حل نکالیں وہاں گورنمنٹ کے 19 لاکھ روپے کے جانور چوری ہوئے ہیں اور آج تک اس کا zero result ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Adjournment Motion کا جواب تو موصول ہو گیا ہے۔اس میں انہوں نے باقاعدہ بتایا ہے کہ مقدمہ درج ہوا اور اس کی تفتیش ہوئی۔ جو بات کھگہ صاحب نے فرمائی ہے وہ درست ہے اس کو آپ pending فرما دیں کل ڈی جی (ریسرچ) لائیو سٹاک اور سیکرٹری لائیو سٹاک کو بلا کر اس معاملے پر حتمی ایکشن کروائیں گے تاکہ جن لوگوں کی نااہلی ہے ان کو سزا ملے بلکہ آئندہ کے لئے بھی لوگوں کو عبرت ہو۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس میں لائیو سٹاک کے منسٹر بھی ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! منسٹر لائیو سٹاک بھی ہوں گے، سیکرٹری لائیو سٹاک ہوں گے اور ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) بھی اپنی رپورٹ لے کر آئیں گے۔ کل during the session آپ کے ساتھ بیٹھیں گے اور اس پر پورا ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 625 شیخ علاؤالدین کی جانب سے تھی۔ شیخ صاحب! کیا یہ پڑھی جاچکی تھی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پچھلے اجلاس سے pending ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

پنجاب سے عورتوں اور بچوں کی سمگلنگ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ ملتان ریجن میں اس طرح کا کوئی واقعہ رپورٹ نہ ہوا ہے اگر کوئی ایسا واقعہ رپورٹ ہوا تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ تحریک التوائے کار میں ضلع وہاڑی کے جس گروہ کا ذکر کیا گیا ہے اس گروہ کے خلاف مقدمہ نمبر 24 مورخہ 26-01-2009 بجرم 365-B ت پ تھانہ سٹی وہاڑی میں مدعی محمد اشرف ولد محمد مراد قوم کھوکھر ماچھی سکنہ 9-11/WB وہاڑی کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔ مدعی کے مطابق 16-01-2009 کو اس کی جوان بیٹی مسماۃ شازیہ بی بی کو ملزمان 1۔ مسماۃ شہناز بی بی زوجہ بگو خان 2۔ مسماۃ شہباز بی بی 3۔ محمد طاہر 4۔ مسماۃ نسیم بی بی 5۔ فیصل عرف چاند 6۔ غلام فرید 7۔ محمد فاروق 8۔ سجاد احمد 9۔ اللہ رکھا اور بگو خان بسواری کار اغوا کر کے لے گئے ہیں جس پر مقدمہ متذکرہ بالا درج ہوا۔ دوران تفتیش معلوم ہوا کہ ملزمان نے مسماۃ شازیہ بی بی کو صوبہ سندھ (کراچی) فروخت کر دیا ہے۔ ملزمان مندرجہ بالا کو گرفتار کر کے مغویہ مسماۃ شازیہ بی بی کو برآمد کیا گیا اور مقدمہ برائے سماعت خصوصی کورٹ نمبر 1 ملتان بھجوایا گیا۔ خصوصی کورٹ نے بروئے راضی نامہ ملزمان کو مورخہ 26-10-2009 کو بری کر دیا۔ یعنی بعد میں یہ تمام لوگ بری ہو گئے حالانکہ ہم نے اس مقدمے کو خصوصی عدالت یعنی انسداد دہشت گردی کی عدالت میں بھیجا تھا لیکن بعد میں یہ تمام لوگ resile کر گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ کوئی واقعہ نہیں ہوا compromise کی صورت میں یہ مقدمہ خارج ہو گیا اور ملزمان بری ہو گئے۔

جناب سپیکر: جی، next۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! اس پر debate تو ہو نہیں سکتی، آپ پہلے یہ rules پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو لاء منسٹر نے جواب دیا ہے میں نے اسی کے متعلق عرض کرنا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ رولز آپ پڑھتے نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ ruling دیں گے تو ٹھیک ہے لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں میں نے ویسے بھی آپ سے عرض کیا ہے کہ تین چار مہینے کے بعد بڑی محنت سے کوئی چیز لائی جاتی ہے اور وہ اجلاس میں نہیں آتی۔ اس کے بعد یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ (c) 83 کے تحت یہ حال ہی میں وقوع پذیر نہیں ہوا۔ آپ بھی principally agree کرتے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ جو instant case ہے اس میں بھی میں نے یہی گزارش کرنی تھی کہ خواتین کی سمگلنگ ہو رہی ہے آپ اجازت دیں یا نہ دیں لیکن یہ بات ریکارڈ پر آنی چاہئے کہ خواتین کی سمگلنگ ہو رہی ہے اور پنجاب سے ہی ہو رہی ہے۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ cases بنتے ہیں اور اس لئے wind up بھی ہوتے ہیں کیونکہ لوگوں کے پاس وسائل نہیں ہوتے اور میں نے یہ بات ایوان اور آپ کے علم میں لانی تھی اور یہ لے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیں کہ تحریک التوائے کار جو ہوتی ہے اس کو آپ نے پڑھنا ہوتا ہے اور اس کا جواب منسٹر صاحب نے دینا ہوتا ہے اور اس کے بعد اس پر بحث مباحثہ نہیں ہوتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ یہ کہتے ہیں تو چلو میں سب مانتا ہوں لیکن ابھی آپ مجھے ایک بات بتائیے کہ آپ نے short statement کے علاوہ کیا آپ نے principally agree نہیں کیا تھا۔ مجھے گورنمنٹ نے کہا کہ سستی روٹی پر ابھی آئیں، law بنائیں اور میں آیا، آپ کو پتا ہے کہ میں نے سارا دن کام کیا اور کل کے اخبار کے اشتہار میں سستی روٹی کے لئے علیحدہ سیکرٹریٹ لیا جا رہا ہے اور میں نے جب آٹھ ماہ پہلے آپ سے یہ گزارش کی کہ مجھے صرف پنجاب حکومت کی کرائے پر لی ہوئی بلڈنگز کے بارے میں بتائیں تو مجھے سیکرٹریٹ سے آٹھ ماہ بعد جواب آیا جو میں انتہائی دکھ کے ساتھ ایوان کے سامنے رکھتا ہوں کہ یہ سوال مفاد عامہ میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر! Luxuries and posh area میں پھر دفتر بنائے جائیں اور شیخ علاؤالدین چپ رہے، میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ جو کروڑوں روپے میں جگہ جگہ پر پنجاب حکومت نے دفتر لئے ہوئے ہیں جہاں پر آفس کے باہر کتے اور فقیر بیٹھے ہوتے ہیں میں ابھی شاہ جمال کے علاقے میں ثابت کرتا ہوں کہ پھر نئے دفتر لئے جا رہے ہیں اور آپ اگر کہتے ہیں تو چپ کرکے بیٹھ جاؤں گا کہ ٹھیک ہے لیکن یہ حقائق ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک کا جواب بھی آ گیا اور آپ کو جواب پڑھ کر سنا بھی دیا گیا، ابھی آپ بیٹھ جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جی، ٹھیک ہے میں نہیں بولتا۔

جناب سپیکر: Next بھی آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جی ہاں۔ غلطی سے اگلی تحریک بھی میری ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 627 ہے اور اس سے پہلے والی تحریک التوائے کار press نہیں کی جاتی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں شیخ صاحب نے جو general statement دی ہے یہ ٹھیک ہے کہ کرائے پر دفتر لئے گئے ہوں گے لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ نے اس قسم کا اصراف بالکل نہیں کیا اور اگر کوئی پہلے سے لئے ہوئے کرائے کے ایسے دفتر موجود ہیں جہاں پر کام کوئی نہیں ہو رہا اور وہاں پر صرف ایک چوکیدار بیٹھا ہے اور اگر انہیں ان دفاتر کے متعلق جواب موصول نہیں ہوا تو یہ ان دفاتر کی نشاندہی کر دیں اور ایسے دفاتر کا بالکل تدارک کیا جائے گا۔ وہاں اگر ضرورت نہیں ہے تو ان کے کرائے کا خواہ مخواہ بوجھ خزانہ پر نہیں ڈالا جائے گا اور موجودہ حکومت کی سرکاری خزانہ کے ضیاع کی پالیسی نہیں ہے بلکہ ہم نے تو پچھلے سال اچھی خاصی رقم کو authority measure کے طور پر save کیا ہے۔ باقی جہاں تک انہوں نے سمگلنگ کی بات کی ہے اور انہوں نے ایک کیس کا حوالہ دیا ہے تو اس کی میں نے ان کو رپورٹ دے دی ہے کہ اس عورت کو برآمد بھی کیا گیا لیکن اگر مغوی ہی عدالت میں جا کر بیان دے کہ مجھے کسی نے اغواء نہ کیا تو پھر عدالت وہاں پر کیا کرے لیکن اس کے علاوہ اور اس قسم کے cases ان کے نوٹس میں ہیں تو وہ یہ خود مجھے تحریری طور پر دے دیں اور ان کا بھی اسی طرح کا نوٹس لیا جائے گا۔ قطعی طور

پر اس بات کو اس طرح سے generalize کرنا کہ یہاں سے کوئی سمگلنگ ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ اکا دُکا لوگ اس قسم کے جرم میں مبتلا ہیں لیکن کوئی ایسی general بات نہیں ہے کہ جیسے کوئی اجناس کی صورت میں یہاں سے خواتین کی سمگلنگ ہو رہی ہو۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ آپ ان کے ساتھ ٹائم fix کر لیں اور کوئی ٹائم ان کو دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تو ہر وقت میرے ساتھ ہوتے ہیں لیکن یہ باتیں اس وقت میرے ساتھ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: یہ تو ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ یہیں پر تو کرتے ہیں لیکن جب میرے ساتھ بیٹھتے ہیں تو اس وقت نہیں کرتے اور کل بھی میرے ساتھ کافی دیر تک تشریف فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ان کو کل کا کوئی ٹائم دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بلکہ آج کا ہی ٹائم دے دیتے ہیں اور اکٹھے ہم پی سی ہوٹل میں جائیں گے تو وہاں پر ہم بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، جناب! آپ کا کیا خیال ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جن سے ملنا ہوتا ہے ان کو کہا نہیں جاتا اور جن سے نہیں ملنا ہوتا ان سے کہا جاتا ہے کہ ادھر آرہا ہوں، ادھر آرہا ہوں۔

ٹھیکیداروں کا محکمہ سے ملی بھگت اور مختلف حیلے بہانے بنا کر ٹھیکہ کی اصل رقم سے زائد وصول کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چلیں! میں آج اجلاس کے بعد بھی جب یہ حکم فرمائیں گے بیٹھنے کے لئے تیار ہوں اور جو ان کی تحریک التوائے کار نمبر 627 ہے اس میں انہوں نے انتہائی اہم معاملہ اٹھایا تھا اور اس کا جو جواب محکمہ نے دیا ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں اور اس پر یہ further جس قسم کی انکوائری چاہیں گے تو اس میں یہ ہے کہ ٹھیکیداران کو escalation کی

مد میں کی جانے والی ادائیگیاں agreement contract کی 55 clause کے تحت تمام قواعد وضوابط مکمل ہونے پر کی جاتی ہیں جس میں کسی قسم کی بے ضابطگی نہ ہوتی ہے، جو contracts اپنی مدت تکمیل میں مکمل ہو جاتے ہیں اس پر بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے جاری کردہ ماہانہ ریٹس کے مطابق اگر کسی item کے ریٹس 5 فیصد سے زیادہ بڑھ جائیں تو اس item پر escallation کی ادائیگی محکمہ کو کرنا ہوتی ہے۔ تاہم جو کنٹریکٹ مدت مقررہ میں مکمل نہ ہوں اور اس کی تکمیل مدت میں جائز وجوہات کی بنیاد پر اتھارٹی مجاز کی منظوری کے مطابق escallation agreement دی جاتی ہے۔ جب ٹھیکیداران کی کوتاہی ہو تو اس کو escallation کی بجائے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ محکمہ C&W بلڈنگز اور ہائی وے کی tendering میں محکمانہ آفیسرز کی ملی بھگت سے کوئی poll نہیں ہوتا، اگر کسی جگہ کوئی شکایت آئے تو ٹینڈر کینسل کر دیئے جاتے ہیں۔

2۔ مالی سال 09-2008 کے دوران جن پراجیکٹس پر escallation کی مد میں ادائیگیاں کی گئی ہیں ان کی تفصیل ساتھ لف ہے۔

جناب سپیکر! اس کی کافی بڑی تفصیل ہے، یہ علیحدہ شیخ صاحب کو دے دوں گا اور اس سے یہ استفادہ کر سکتے ہیں۔

3۔ چھانگا مانگا فلائی اوور کی تعمیر کا کام ٹھیکیدار کو مورخہ 2008-02-26 کو الاٹ کیا گیا جس کی مدت تکمیل 2009-08-25 تھی لیکن لینڈ ایکوزیشن، یوٹیلٹی سروسز کی shifting کی وجہ سے منصوبہ مکمل نہ ہو سکا جبکہ ریلوے باؤنڈری میں تعمیر کے لئے NOC ابھی تک دستیاب نہ ہے جس کی وجہ سے منصوبہ تاخیر کا شکار ہوا ہے۔ مزید سروس روڈ کی تعمیر کا منصوبہ 2009-05-25 کو الاٹ کیا گیا جس کے لئے علیحدہ راستہ دیا گیا ہے جس پر ٹریفک بھی رواں دواں ہے لیکن کچھ جگہوں پر یوٹیلٹی سروسز اور سرکاری عمارات کو ہٹانا درکار ہے جس کی وجہ سے منصوبہ کچھ تاخیر کا شکار ہے۔ اندریں حالات استدعا ہے کہ محکمہ ہذا کسی ٹھیکیدار کے ساتھ مل کر کسی قسم کی بے ضابطگی میں شامل نہ ہے اور گورنمنٹ interest کا مکمل خیال رکھا جاتا ہے 55 clause کے تحت جب specified items کا ریٹ 5 فیصد سے زیادہ بڑھ جائے تو escallation کی ادائیگی بھی کرنا پڑتی ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب یہ کب کی رپورٹ ہے جوانہوں نے بھیجی ہے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے20۔جنوری 2010کو موصول ہوئی ہے اور یہ بالکل fresh report ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کل ان کو بلائیں اور شیخ صاحب کو بھی ساتھ بٹھائیں اور یہ NOCکب تک ان کو مل جائے گا۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ کس NOC کی بات کررہے ہیں کیونکہ اس میں دوNOCکا ذکر ہے۔

جناب سپیکر: ریلوے کےNOCکی بات کررہا ہوں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ریلوے کے NOCکے متعلق شاید محکمہC&Wاپنی کوششوں سے متعلق آپ یا ایوان کو رپورٹsubmitکرسکتا ہے لیکن میں اس کے متعلق کوئی واضح تاریخ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گا۔ باقی جو دوسرا لینڈ ایکوزیشن، یوٹیلٹی سروسز کیshiftingکا معاملہ ہے تو اس سلسلے میں ان سے کہتے ہیں کہ شیخ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس کے بارے میں یہ جو تفصیل چاہتے ہیں ان کو مہیا کردی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بات یہ ہے کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ وہاں پر چھ چھ گھنٹے ٹریفک بند رہتی ہے لیکن میں وہ بات عرض کرنے سے پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں اور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جتنی construction companies ہیں اور جتناC&Wمیں ٹیکنیکل سٹاف ہے اور میں نان ٹیکنیکل سٹاف کی بات نہیں کررہا، سیکرٹریmostlyنان ٹیکنیکل سٹاف میں آتے ہیں اور جتنا ٹیکنیکل سٹاف ہے ان میں سے شاید دوچار فیصد ایسے ہوں جو میں افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ وہ ان کے pay roleپر نہ ہوں اور میں کل ایوان کے سامنے صرف escallation کی مد میں دی ہوئی کچھ amountsبتاؤں گا جو اربوں روپے میں دی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کو بتاتا ہوں کہ Britishدور میں یہ ٹھیکیدار اتنے powerfulنہیں تھے اور ان کا محکمہ خود جو ہر قسم کے انجینئر اور ہر چیز رکھتا ہے اور یہ آخر خود constructionنہیں کرتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو آپ pendingدیں جہاں تک چھانگا مانگا

فلائی اوور کا تعلق ہے تو اس کی بات سُن لیجئے، میں وہاں پر کوشش کر رہا ہوں کہ ریلوے سے این او سی مل جائے اس پراجیکٹ کو باقاعدہ روکا گیا ہے۔ دس، بیس ہزار روپے کی لائن جو کہ عام پرانی نلکے کی لائن ہوتی ہے اس کا divider نہیں ڈالا گیا۔ میرے پاس ڈی سی او کا لیٹر ہے۔ میں نے ڈی سی او کو کہا کہ ان سے کہو کہ لائن ڈال دیں تاکہ چھ، چھ گھنٹے ٹریفک بند نہ ہو۔ آپ اس کو کل تک pending کریں اور سی اینڈ ڈبلیو والوں کو بلائیں۔ میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ یہ non-technical staff---

جناب سپیکر: جی، بس کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں، just in one sentence میری عرض سُن لیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ جو non-technical لوگ ہیں جو ڈی ایم جی کے لوگ ہیں وہ bridge engineers کے سامنے کچھ نہیں ہیں، ان کے سامنے ان کی کوئی بات نہیں چلتی اور یہ سب ٹھیکیداروں سے ملے ہوئے ہیں اور ٹھیکیدار کمپنیاں اتنی بڑی ہیں کہ ان کا مافیا ہے اور اگر ہم نے اس کو نہ توڑا تو ان کمپنیوں نے جو حال کیا ہوا ہے یہ اس ملک کا بیڑہ غرق کر دیں گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہماری جو ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگز ہوتی ہیں اگر وہ اتفاق کریں، میں ان کے سامنے یہاں بیٹھا ہوں مخالفت نہ کریں تو اس کو fruitful کیا جانا چاہئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ شیخ صاحب اس پر ارشادات نہ فرمائیں۔ یہ بات طے ہے کہ اس کو rules کے مطابق indicate کرنا ہوتا ہے۔ ایک سوال ہوتا ہے اور ایک Adjournment Motion ہوتی ہے۔ منسٹر صاحب یہ پڑھ دیں اگر پھر بھی اس پر debate کروانا ضروری ہے تو debate کروائی جائے ہم بھی اس میں حصہ لیں گے، ہم بھی بات کریں گے اور پھر اس کے لئے وقت مختص کیا جائے آپ یا تو admit کر لیں یا جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: اس کو کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ اس کو admit کر لیں، debate کے لئے رکھیں اس پر دو گھنٹے تک ہمارے ساتھی بولیں لیکن یہ جو بات ہے کہ وہ admit بھی

نہیں ہوتی اور rules اس کو allow بھی نہیں کر رہے ہوتے اور باقی سارے راضی بیٹھے انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چھوڑ دیں، بس اب اس کو کیا کرنا ہے؟ اس کو کل تک کے لئے pending کر دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اس کو کل تک کے لئے pending کیا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق جو سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو ہیں ان کے بڑے قریبی عزیز کی death ہوئی ہے اس لئے وہ available نہیں ہیں۔ آپ اسے next week کے لئے pending کر دیں اور ہم Tuesday کو arrange meeting کروا دیں گے پھر جن چیزوں کی نشان دہی ہو گی اس کے مطابق اگر اس کو admit کرنا ہو گا تو کر لیں گے۔ آپ اسے اگلی بدھ یا جمعرات تک کے لئے pending فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، جمعرات تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ خاتون کا مسئلہ ہے۔ آپ اس کو ذرا سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ چنیوٹی صاحب کو سُن لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے اور جس خاتون کی یہ کہانی آپ کے پاس پہنچی ہے میں خود اس کے گھر گیا ہوں اور چار پانچ معززین۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! اس کا طریق کار ہے، طریق کار کے مطابق چلیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ڈی سی او کے خلاف میں نے بتایا ہے کہ یہ ایک درندہ صفت انسان ہے جو اس کی سرپرستی میں یہ ساری زیادتیاں کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب تک میں چنیوٹ میں ڈی سی او رہوں گا اس کو کوئی نہیں ہٹا سکتا، یہ اسی کی کارستانیاں ہیں۔ بہت ساری بچیاں اس کے ظلم کا شکار ہو چکی ہیں اور وہ یہ کہہ دیتے تھے کہ اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ طریقہ نہیں ہے۔اس کی کوئی اجازت نہیں ہے، کس نے اجازت دی ہے؟ پہلے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ پمفلٹ کون اندر لے کر آیا ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ hon'able member ہیں۔آپ کے پاس طریق کار ہے اس طریق کار کے مطابق میرے پاس آئیں۔آپ اپنی تحریک لائیں میں اس پر آپ کو اجازت دوں گا، یہ کیا طریقہ ہے، یہاں پمفلٹ جو کوئی لے کر آیا ہے میں اس کے خلاف ایکشن کرنے والا ہوں۔آپ مجھے تحریک لکھ کر دیں پھر پیش کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ایسی تحریک آتے آتے مہینوں لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ بھی دیئے ہیں، زبان بھی دی ہے، آنکھیں بھی دی ہیں تو آپ قانون اور قاعدے کے مطابق چلئے گا۔ شکریہ۔جی، یہ ایک رپورٹ آئی ہے۔جناب محمد ارقم خان مجلس قائمہ برائے کان کنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب معدنی ترقی کارپوریشن مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کانکنی و معدنیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد ارقم خان: جناب سپیکر! میں

The Punjab Mineral Development Corporation Amendment Bill, 2009 (Bill No 17 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کان کنی و معدنیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance No.1 of 2010). Minister for Law!

ہنگامی قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ہنگامی قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مجریہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance No.1 of 2010)

MR. SPEAKER: The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Ordinance, 2009 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of The Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Excise and Taxation with the direction to submit its report up to 28th February 2010.

Minister for Law to introduce the Punjab Examination Commission Bill, 2010 (Bill No. 3 of 2010)

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون ایگزامینیشن کمیشن پنجاب مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce the Punjab Examination Commission Bill 2010.

MR. SPEAKER: The Punjab Examination Commission Bill, 2010 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Education for its report up to 28th February 2010.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج محکمہ خوراک پر ٹائم اور دن مختص تھا تو اس میں غالباً قائد حزب اختلاف نے opening کرنی ہے اور اس کے بعد فوڈ منسٹر صاحب wind up کریں گے۔

عام بحث

خوراک پر عام بحث

جناب سپیکر: جی، لیڈر آف دی اپوزیشن! بحث کا آغاز فرمائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج اس ایوان کو خوراک کے حوالے سے بحث پر دعوت دی گئی ہے، یہ بات کرنے سے پہلے میری آپ سے یہ استدعا ہو گی کہ میرے بعد ڈپٹی اپوزیشن لیڈر جناب محمد یار ہراج صاحب کو turn دی جائے۔ میں چند معروضات کے ساتھ اس کو صرف open کرتا ہوں۔ یہ ایک ایسا صوبہ ہے جس میں آج خوراک اور روزمرہ کی اشیاء کی قیمتیں دن بدن بڑھ رہی ہیں اور ہر روز تبدیل ہوتی ہوئی قیمتوں پر ہی ایک نظر رکھ لی جائے تو اس پر کافی سیر حاصل بحث ہو سکتی ہے۔ پچھلے تقریباً بیس سال کا ریکارڈ لے لیا جائے کہ دالیں، سبزی، چینی، آٹا، اجناس، کھانے کا تیل ان چیزوں کی قیمتیں کس speed سے بڑھتی

تھیں اور اب کس speed سے یہ بڑھ رہی ہیں، یہ ایک بہت ہی غور طلب بات ہے۔ خوراک کا مسئلہ بہت سنجیدگی کا متقاضی ہے اس میں ایک تو seriousness in governance, presence of mind کے ساتھ ساتھ صوبہ کی presence of personal executive بھی ضروری ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب پاکستان 1947 میں معرض وجود میں آیا تو اس کے دونوں حصے دولخت ہو گئے، ایک جو ہم سے علیحدہ ہو چکا ہے اور ایک جہاں پر ہم موجود ہیں جو اجناس اور کھانے پینے کی چیزیں مہیا کرنے والا علاقہ تھا وہ صرف پنجاب تھا اور اس وقت اس کی آبادی تقریباً سات کروڑ کے قریب تھی۔ میں یہ باتیں اس لئے دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے کھیت مزدور نے اور کسان مزدور نے اور انڈسٹری مزدور نے کیا contribute کیا اور ان چیزوں کے مسائل اور وسائل ختم کرنے میں ہمارا کیا attitude ہے۔ اس وقت پنجاب میں پانچ دریا بہتے تھے۔ بیاس باہر تھا لیکن ستلج، راوی، چناب، جہلم اور سندھ پنجاب کے اندر سے بہہ کر گزرتے تھے۔ کوئی ڈیم موجود نہیں تھا، کوئی بیراج موجود نہیں تھا سوائے ایک ہیڈ بلو کی اور سلیمانکی بیراج کے اس وقت تک اجناس کی اور نہ ہی بیج کی نئی اقسام آئی تھیں۔ ہمارے پاس کیا تھا انڈسٹری کے اندر صرف ایک راہوالی کھنڈ سازی جس کو ہم شوگر مل کا نام دیتے تھے اور کاٹن ملز کی شکل میں کل گیارہ ہزار سپنڈل تھا۔ چھ ہزار لائل پور کاٹن ملز لائل پور کی شکل میں اور پانچ ہزار سپنڈل ستلج کاٹن ملز اوکاڑہ کی شکل میں۔ اس کے علاوہ کوئی انڈسٹری موجود نہیں تھی یہاں پر صرف انڈسٹری کا مزدور جا سکتا تھا باقی سارے کے سارے لوگ کھیت مزدور تھے اور ان تمام پانچ دریاؤں کے ہوتے ہوئے بھی اس وقت 1952 میں گندم امپورٹ ہوئی تھی لیکن بعد میں ایک ڈکٹیٹر کے آنے کے بعد تین دریاؤں پر compromise کر لیا گیا۔ ستلج مکمل طور پر دے دیا گیا، راوی مکمل طور پر دے دیا گیا اور چناب کو partially upper Riparian Law کو flout کرتے ہوئے اور ان قوانین کو جو کہ ساری دنیا پر لاگو ہیں کہ اوپر والا پانی جس کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس کا right ہے کہ پہلے اس کا صحیح استعمال کر لے لیکن نچلے علاقوں کو زندہ رہنے کے لئے، ان کو ان کا سانس کا ناطہ قائم رکھنے کے لئے، ان نسلوں کو آگے چلنے کے لئے اتنا پانی دینا لازم ہے وہ پانی اس وقت کے ڈکٹیٹر نے ڈیمانڈ نہیں کیا اور ہمارے پاس صرف ایک دریا رہ گیا، آدھا سندھ اور آدھا جہلم کیونکہ ہمارے پاس نیلم کا پانی ہے، جہلم کے پانی پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ نیلم اور جہلم دونوں مل کر آگے مظفر آباد میں ایک دریا بن جاتے ہیں اور اس کا نام دریائے جہلم ہو جاتا ہے۔ چناب جو کہ مرالہ کے اوپر ہے انہوں نے ہمیں 25 کیوسک سے زیادہ دینا تھا وہ ہمیں تین سال سے نہیں دے رہے اس

میں ایک سال پچھلے دور حکومت کا اور دو سال اس دور حکومت کے شامل ہیں۔ میں ہر چیز ایک سچائی کے ساتھ یہاں تسلیم کرتا چلوں گا لیکن پاکستان سے محبت کرنے والے اور پنجاب سے محبت کرنے والے لوگوں کا عالم یہ دیکھئے گا کہ آبادی 16 کروڑ ہو گئی اور پانی کے پانچ کی بجائے دو دریا رہ گئے۔ اپنے ان دس ناخنوں سے زمین کو کرید کرید کر، محنت کر کے اپنے بچوں کے پاؤں کو ننگا رکھ کر، اپنی بیٹیوں کو بغیر جہیز کے روانہ کر کے، اپنے گھروں کے دیئے بجھا کر شہروں کو روشن کر کے سولہ کروڑ عوام کو نہ صرف انہوں نے کم پانی سے گندم مہیا کی بلکہ پچھلے سال surplus ہوئی جو اسی دور حکومت میں ہوئی اور حکومت اس کو خریدنے کے بعد properly store نہیں کر سکی۔

جناب والا! ہر چیز موجود ہے اور چینی بھی کسی غیروں کی ملوں کے اندر نہیں ہے ہمارے اپنوں کی ملوں کے اندر بنتی ہے۔ چینی کو بنانے والا چینی مل کا مالک کوئی ٹاٹا نہیں ہے۔ کہیں کوئی میاں ہے، کہیں کوئی رانا ہے اور یہ لوگ اپنے ہیں۔ دو سال ان کے ایسے بھی گزرے کہ لوگوں نے اپنا کماد جلا دیا، ملوں نے اپنی مرضی سے اٹھایا۔ یہ خوراک عوام تک پہنچانے کے لئے کھیت مزدور اور کسان لنگی باندھ کر صبح اٹھ کر رات کو پانی لگاتے ہوئے سانپوں کے سروں پر اپنی ایڑیاں رکھ کر گزرتا ہے اور یہ وہ ہے جس کے بارے میں فیض نے کہا ہے کہ

دہقاں، جس کی بیٹی کو ڈاکو اٹھا لے گئے
جس کی پگ زور والوں کے پاؤں تلے دھجیاں ہو گئیں

اب زور والے کے پاؤں تلے اس کی دھجیاں ہو چکی ہیں لیکن پھر وہ اپنے لئے کچھ نہیں مانگتا وہ کہتا ہے کہ خدا کے لئے جو کچھ میں نے بنایا ہے، جو کچھ میں نے اگایا ہے، جو کچھ میں نے آپ کے گوداموں میں پہنچایا ہے، جو کچھ میں نے آپ کی فیکٹریوں تک پہنچایا ہے، ان کو لوگوں تک تو پہنچاؤ، نہیں پہنچ رہا، صبح کے وقت آج ریٹ کچھ اور ہے شام کو کچھ اور۔ یہاں پر سب کو منڈیوں کے ریٹ کے messages آتے ہیں، بادامی باغ کے آج کے ریٹ دیکھ لیں اور کل کے دیکھ لیں جو کہ آپ کو emails آئی ہوئی ہیں وہ دیکھ لیں ریٹ روز بڑھتے ہیں۔ یہ سب ایک serious governance کا متقاضی ہے۔ Governance نام کی یہاں کوئی چیز نہیں ہے اس کا فقدان ہے۔ یہ صوبہ bad governance کا مظہر بنا ہوا ہے۔ یہ وہ صوبہ ہے جو کہ آدھے انڈیا کو اور پورے پاکستان کو خوراک دیتا تھا آج اس کے اپنے پنجاب کے لوگ خوراک سے محروم ہیں۔ لوگ پانی کو ترس رہے ہیں لیکن پھر بھی کسان اسی پانی کی بہتر self water management کر کے فصلیں اگاتے ہیں۔ ہم اس

ایوان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ water management بہتر کی جائے، کسانوں کو پانی دیا جائے، شہروں کے لوگوں کو پینے کے لئے پانی دیا جائے۔ دیہاتوں کے لوگوں کو آبپاشی کے لئے پانی دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: "میں نے پانی میں سے زندگی پیدا کی۔" خُدا کے لئے ہماری زندگی ہم سے نہ چھینئے گا۔ ہماری زندگی polluted ہو رہی ہے۔ ہمارے نالوں کے اندر جہاں سے ہم نے پانی پینا ہوتا ہے، جہاں سے ہم نے نہانا ہوتا ہے، جہاں سے ہمارے لائیوسٹاک نے پانی لینا ہوتا ہے پوری انڈسٹری کا پانی، وہاں پر ایک softening plant نہیں لگایا جاتا۔ آپ ہیڈ بلو کی دیکھ لیں، ہمارا ہیڈ تریموں دیکھ لیں۔ کسی جگہ پر آپ چلے جائیں ان ہیڈز پر ہمیں کیا ملتا ہے؟ انڈسٹری والے نے دو فیصد built in لگانا ہوتا ہے۔ اس کے اندر جو feasibility بنتی ہے softening plant لگ جاتا ہے۔ پانی جب باہر نکلتا ہے، وہ جو ہماری زندگی ہے اللہ کی طرف سے اس زندگی میں زہر گھولنے سے رُک جاتا ہے۔ انڈسٹری والے کو وہ دو فیصد لگانے سے کون روکتا ہے؟ ہمارے ہی بندے جاتے ہیں۔ پچھلی حکومتوں پر ڈالنے کی بجائے جو پچھلی حکومتوں نے غلطیاں کیں ان غلطیوں کو آپ اپنے لئے ایک role model نہ بنائیں، ان کے اچھے کاموں کو role model بنائیں ان کی غلطیوں کو role model نہ بنائیں۔

جناب سپیکر! اس وقت چینی کی بہت قلت ہے۔ حکومت اس وقت عدلیہ کے احکامات پر عمل کرنے سے قاصر ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں ہمارے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے بھائی جس طریقے سے contribute کر رہے ہیں لیکن ان تک experts نہیں پہنچ پاتے اور experts کون ہوتے ہیں جن پر بیت رہی ہوتی ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! آپ تشریف لائے ہیں۔ میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میں تھوڑی سی آپ کی بھی سمع خراشی کروں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب experts لیتے ہیں تو ان experts میں کوئی ایسا شخص بھی ہونا چاہئے جو کہ خود کاشت کرتا ہو، جس کو زمینداری کا کچھ پتا ہو، جس کو کچھ Agro Financial Management کا پتا ہو۔ ایک چھوٹی سی کہاوت ہے کہ کسی شخص کی ٹانگ کٹ گئی اس کے پاس لوگ آئیں، افسوس ظاہر کریں وہ کہے جی، ٹھیک ہے کوئی بات نہیں اچھا کہا ہے آپ نے۔ ایک شخص آیا اس کی ٹانگ کٹی ہوئی تھی اس نے کہا یار بڑا دُکھ ہوا تمہاری ٹانگ کٹ گئی۔ اس نے کہا تم میرے پاس بیٹھ جاؤ تمہیں میرے دُکھ کا پتا ہے کہ ٹانگ کٹی ہوئی کا درد کیا ہوتا ہے اور اس کی کمی کیا ہوتی ہے۔ آپ جو ہماری محرومیاں اور ہماری کمیاں ہیں، میں میڈیا سے بھی اور آپ سے کہوں گا کہ

جب گورنمنٹ کسی ٹاسک فورس کا چیئرمین بناتی ہے۔ کتنی ٹاسک فورسز ہیں میرا یہ خیال ہے میں چیلنج نہیں کرتا یہ ایک روایتی بات بن گئی ہے ان ٹاسک فورسز میں سے کوئی بھی competent آدمی نہیں ہے۔ 72 ٹاسک فورسز ہیں، 72 ہی ہمارے فرقے ہیں۔ فرقوں میں لوگوں کو اکٹھا کرنے کی competency ہے اور نہ ہی ان 72 ٹاسک فورسز میں کوئی competent ہے۔ اگر وہ اسی طرح کے ہوتے جیسے ایک کٹی ہوئی ٹانگ والے کو ٹانگ کا درد ہوتا ہے۔ اگر محرومیت کے شکار لوگوں میں سے ٹاسک فورسز کے لئے چیئرمین لئے جاتے تو وہ کچھ deliver کر سکتے۔ یہ food for thought ہے کہ دو سال سے یہ ٹاسک فورسز کچھ deliver کیوں نہیں کر پائیں؟ یہ حکومت کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ یہ اچھے بھلے لوگ ہیں لیکن اب یہ سفید ہاتھی کی شکل میں نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! خوراک کی کمی، خوراک کا پہنچ سے باہر ہونا دن بدن خوراک کے ریٹ تبدیل ہونا، اس کے لئے کوئی mechanism نہ آنا یہ لوگوں کو مار رہا ہے، انہیں ختم کر رہا ہے۔ اب لوگ اتنے بے بس ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاید ہم کسی غیر ملک میں رہ رہے ہیں۔ ہمیں تو کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی پرسان حال ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ اس ملک کے اندر بہت potential ہے لیکن اس میں ایک اچھے manager اور اچھی management کی ضرورت ہے، بہتر نیت کی ضرورت ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ بہتر نیت کے ساتھ سامنے آئیے ہماری معروضات کو اپنے دل پر نہ لیجئے اسے مخالفت برائے مخالفت نہ سمجھئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ good governance کرتے ہیں تو حکومت کو پانچ سال پورے کرنا چاہئیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ پانچ سال پورے کرنے کے ساتھ ساتھ لوگ یہ نہ کہیں کہ ایوان کے اندر اپوزیشن نے ان کو بربادی کے لئے پانچ سال دے دیئے۔ اپوزیشن نے پانچ سال کی حامی آبادی کے لئے بھری ہے آپ کام کیجئے اس ملک کو آباد کیجئے اور لوگوں کے لئے خوراک سستی کیجئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف کو بغیر کسی تیاری کے خوراک پر بحث کرنے اور ادھر ادھر کی مارنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ویسے انھوں نے اچھا ٹائم گزارا ہے لیکن انھوں نے اپنے لیڈر کی طرح facts and figures پیش کئے ہیں۔ پتا نہیں یہ کہاں بیٹھ کر facts and figures اکٹھے کرتے ہیں کہ بالکل ہی جھوٹ کا پلندہ۔ کسی بات میں صداقت ہے ہی نہیں۔ انھوں کہا کہ 72 ٹاسک فورسز ہیں؟ ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ 72 ٹاسک

فورسز ہیں؟آج میں یہ on record کہہ رہا ہوں اور آپ note فرما لیں اگر یہ بات غلط ثابت ہو تو پھر میں اس کا جواب دہ ہوں گا-27 ٹاسک فورسز ہیں۔27 ٹاسک فورسز میں سے 13 ایسی ٹاسک فورسز ہیں جن کا کوئی ممبر، کوئی چیئر مین قطعی طور پر ایک پائی بھی حکومت سے وصول نہیں کرتا اور ان کے ذمے جو بھی کام ہیں وہ بالکل free میں انجام دے رہے ہیں-باقی ٹاسک فورسز میں سے کچھ نے صرف گاڑی کی سہولت لی ہے اور چار یا پانچ کو تنخواہ کی صورت میں اعزازیہ دیا جاتا ہے-انھوں نے ٹاسک فورسز کو اس طرح بنا دیا ہے کہ جیسے یہ حکومت کے خزانے پر بہت بڑا بوجھ ہے-بات یہ ہے کہ جو سیاسی جماعتیں ہوتی ہیں جن کی عوام میں جڑیں ہوتی ہیں، جو کسی ڈکٹیٹر کی چھتری کے سائے میں نہیں بنی ہوتیں جن کو کسی ڈکٹیٹر نے اپنے کسی دوست کے مشورے سے نہیں بنایا ہوتا بلکہ ان کو عوام نے بنایا ہوتا ہے-کچھ سیاسی جماعتیں تو ایسی ہیں جن کے بارے میں ایک ڈکٹیٹر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میرا ایک دوست ہے اس کا یہ نام ہے، اس نے مجھے کہا کہ سیاسی جماعت بناؤ تو میں نے وہ سیاسی جماعت بنا دی-وہ جماعتیں جو باقاعدہ عوام سے جنم لیتی ہیں، جن جماعتوں کے لئے عوام اور سیاسی کارکن جدوجہد کرتے ہیں، قربانیاں دیتے ہیں تو جب وہ جماعتیں حکومت میں آتی ہیں تو پھر انہیں ان کارکنوں کو ساتھ لے کر چلنا ہوتا ہے، ان کارکنوں کے مشوروں کو شامل کرنا ہوتا ہے-قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان ٹاسک فورسز میں ایم پی ایز ہیں، ان میں سیاسی جماعت کے کارکن بھی ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! میں آپ کی بات کاٹوں گا- ہراج صاحب! This is wrong from your side پلیز بیٹھ کر بات نہ کریں۔ پہلے میری بات سن لیں کہ جب ایک معزز ممبر بول رہا ہے تو Chair کا کام ہے کہ اس کو make sure کرے کہ اس کی بات سنی جائے اور اس کے بعد اگر کسی نے جواب دینا ہے تو وہ جواب دے لیکن cross talking decorum of the House نہیں ہے-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہمارا بھی مؤقف سنا جائے-

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کا مؤقف سنوں گا-اس کے بعد آپ کا ہی ٹائم ہے اور میں آپ کو پورا ٹائم دوں گا-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ سپیکر صاحب نے ایوان میں خوراک پر بحث open کی ہے ٹاسک فورسز پر نہیں اور قائد حزب اختلاف نے خوراک پر بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انھوں نے خوراک پر تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

جناب محمد یار ہراج: یہ format بن گیا ہے کہ جب بھی قائد حزب اختلاف بات کرتے ہیں تو وزیر قانون اس کا جواب دیتے ہیں کیا وزیر خوراک نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انھوں نے غلط figures دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے اپنا point register کرا دیا ہے۔ کوئی بھی ممبر چاہے وہ حکومتی بنچوں سے ہو یا اپوزیشن سے Chair کا یہ کام ہے کہ اس کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ اگر آپ بولیں گے تو میں ادھر سے کسی کو نہیں بولنے دوں گا اور اگر ادھر سے کوئی بول رہا ہے تو مہربانی کر کے آپ سنیں اور یہ cross talk ہاؤس کے decorum کے خلاف ہے۔ لاء منسٹر صاحب بات مکمل کر لیں ان کے بعد میں پھر قائد حزب اختلاف کو موقع دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات conclude کرتا ہوں کہ 27 ٹاسک فورسز ہیں ان میں سے 13 ٹاسک فورسز کے ممبر اور چیئرمین حکومت سے کوئی چیز وصول نہیں کر رہے۔ باقیوں میں سے کچھ نے گاڑی کی سہولت لی ہے اور تین چار کو اعزازیہ دیا جا رہا ہے۔ اس میں منتخب ایم پی ایز شامل ہیں، اس میں وہ کارکن جنھوں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو آج تک زندہ رکھا، جن کی جدوجہد، جن کا خون، جن کی struggle اس جماعت کے لئے شامل ہے ان کارکنوں کو اور اس میں coalition partners کے لوگ بھی شامل ہیں جیسے میجر عبدالرحمٰن صاحب بھی کسی ٹاسک فورس کو head کر رہے ہیں۔ لہذا یہ اس ہاؤس سے مبرا اور علیحدہ کوئی چیز نہیں بنائی گئی۔ میں نے جو تعداد بتائی ہے یہ آپ نے بھی note کر لی ہے اگر اس میں کوئی فرق ہو تو پھر بات کریں لیکن ایسے ہی خواہ مخواہ غلط figures نہ دیں۔ پتا نہیں یہ کہاں کہاں سے غلط figures لے کر آتے ہیں۔ 18۔ فروری کو ان کو شرمناک شکست کیا ہوئی کہ یہ پنجاب کے کھاتے پڑ گئے ہیں۔ یہ پنجاب کو اس قسم کی گالیاں دے رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب سے اتنی دشمنی تو کسی آدمی کو نہیں ہے۔ یہ کبھی پنجاب کو کنگال کہتے ہیں، کبھی یہ پنجاب کو دیوالیہ کہتے ہیں اور کبھی یہ پنجاب کو کچھ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر پنجاب نے آپ کو 18-فروری کو ووٹ نہیں دیا، اگر آپ کی شکست ہوئی ہے تو آپ اس بات کی امید نہ رکھیں کہ آئندہ کبھی پنجاب آپ کو قبول کرلے-اس طرح کے طعنے اور غلط facts and figures آپ بھی پیش نہ کریں اور اپنے لیڈران کو بھی سمجھائیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ- جناب سپیکر! میرے محترم لاء منسٹر رانا ثناء اللہ خان صاحب نے چند ایک ارشادات فرمائے ہیں- میں پہلے تو ان کا مشکور ہوں کہ آج انھوں نے 27 کی ایک figure مان لی ہے-اگر اسے الٹا پڑھیں تو 72 بنتے ہیں-آپ تو کوئی figure ہی نہیں دیتے تھے-آپ کا شکریہ کہ ہماری دو سال کی کاوشوں کے بعد آج یہ 27 کی figure دی-انھوں نے فرمایا کہ میں نے خوراک کی کوئی بات نہیں کی-میں نے چینی کی بات کی ہم تو چینی کھاتے ہیں-میں نے گندم کی بات کی میں نے دالوں اور باقی اجناس کی بات کی اور ہم لوگ وہ کھاتے ہیں-میں انہیں خوراک سمجھتا ہوں شاید آپ نہیں سمجھتے ہوں گے- میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے سیاق و سباق کے ساتھ تھوڑی سی بات کی تھی انھیں اس کا کچھ حصہ پسند آیا ہے جس پر انہوں نے comment نہیں کیا-انھوں نے کہا ہے کہ ڈکٹیٹر کی چھتری میں سیاست شروع کرنے والے- میرے خیال میں ان کو اپنے قائدین پر بھی بڑا غصہ ہے چونکہ ان کے قائد محترم اس صوبہ پنجاب کے ایک ڈکٹیٹر کے پہلے نامزد فنانس منسٹر تھے، ان کا نام میاں محمد نواز شریف ہے لیکن وہ ان کی ابتدا تھی کبھی میں بھی پرائمری سکول میں تھا اور یہ ان کا ابتدائی دور تھا اور انھوں نے شروع کرلی لیکن بعد میں توبہ تائب ہو گئے لیکن ہم میں سے جن میں، میں شامل ہوں کبھی نامزدگی کی سیاست نہیں کی- نامزدگی کی وزارت، سفارت اور نہ ہی نامزدگی کی کسی قسم کی مشاورت لی ہے لیکن ہم گزرے ہوئے وقت کو نہیں کریدتے کہ کس نے کیا کیا؟ شیروانیاں فوٹو سمیت موجود ہیں- ان کے کچھ ایم این ایز نے ٹیلی ویژن پر آکر توبہ کرلی ہے کہ ہم جو ضیاء الحق کو کندھے پر اٹھائے پھرتے رہے وہ بہت بڑا گناہ کیا تھا- ڈکٹیٹر نے الیکشن کرایا ہم نے لڑا، اس نے دوسرا الیکشن کرایا وہ بھی لڑا- اگر یہ لوکل باڈیز کا الیکشن کرادیں گے تو ہم وہ لڑیں گے اور اگر نہیں کرائیں گے اور کوئی ڈکٹیٹر کرائے گا تو پھر ہم وہ بھی لڑیں گے-ہم نے الیکشن لڑنا ہے چونکہ ہم سیاسی لوگ ہیں، اگر دوسروں کو ڈکٹیٹر کے ساتھ سیاست کرنے پر شرمسار کرنا ہے تو وہ شرمساری کسی اپنے کے حصے کے لئے بھی رکھئے گا جو کہ نامزدگیاں لیتے رہے ہیں- شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: خوراک کے حوالے سے بحث ہو رہی ہے، اسی کو جاری رکھا جائے۔ اب اگلا نام محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ خوراک پر بحث چل رہی ہے میں سب کو دکھانا چاہوں گا، میرے ہاتھ میں اس وقت ایک کاغذ ہے۔

(معزز رکن نے کاغذ لہراتے ہوئے دکھایا)

یہ Monthly Review on Price Indices, December 2009 Government of Pakistan ,Statistics Division, Federal Bureau of Statistics کا سروے ہے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے تمام شہروں کی قیمتوں کا سروے کر کے ہر مہینے ایک رپورٹ شائع کی جاتی ہے۔ اس رپورٹ میں تمام قیمتوں کا موازنہ کیا جاتا ہے جن کی بنیاد پر inflation statistics بنائی جاتی ہیں کہ مہنگائی کی شرح کیا ہے؟

جناب سپیکر! یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ overall ملک میں مہنگائی بہت زیادہ ہے۔ سب سے پہلے میں ایک چیز کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ ان نمبروں کے مطابق پنجاب، پاکستان کی food basket جس میں ریکارڈ گندم پیدا ہوتی ہے۔ 18.9 ملین ٹن اس دفعہ گندم پیدا ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اس صوبے کے دارالحکومت میں ایک کلو گرام آٹا کراچی کی نسبت دو روپے مہنگا مل رہا ہے۔ 26.12 روپے لاہور میں آٹے کی قیمت اس میں لکھی ہوئی ہے۔ اگر میرے کسی بھائی نے اسے دیکھنا ہو تو میں بعد میں کاپی دے دوں گا۔ یہ انٹرنیٹ پر بھی available ہے۔ کراچی میں یہ آٹا دو روپے سستا مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ چاول کی قیمت لاہور میں 36.93 روپے یعنی تقریباً 37 روپے فی کلو گرام ہے۔ یہ غریبوں کا چاول ہے جسے نان باسمتی کہتے ہیں۔ یہی چاول کراچی میں 33.19 روپے میں مل رہا ہے۔ اس کے علاوہ باقی بہت سی چیزوں کی قیمتیں لاہور میں کراچی کی نسبت زیادہ ہیں۔ ان میں چینی، گڑ، دودھ، ٹماٹر، آلو، پیاز اور لہسن شامل ہیں۔ یہ تمام کی تمام چیزیں لاہور میں، پاکستان کی food basket میں، جس صوبے کو زراعت کی شہ رگ سمجھا جاتا ہے اس کے دارالحکومت میں کراچی کی نسبت مہنگی مل رہی ہیں۔ ٹماٹر اور پیاز ہم نے باہر سے import کئے ہیں تو شاید اس لئے کراچی میں سستے ہوں گے لیکن سرگودھا میں بھی ان کی قیمتیں کراچی کے برابر ہیں، فیصل آباد میں بھی ان چیزوں کی قیمتیں کراچی کے برابر ہیں لیکن لاہور پر خاص رحمت کی جا رہی ہے کہ ان سب چیزوں کی

قیمتیں زیادہ وصول کی جا رہی ہیں۔ یہی ٹماٹر سرگودھا میں 22 روپے فی کلوگرام میں مل رہے ہیں جبکہ لاہور میں یہ 31.50 روپے فی کلوگرام کے حساب سے مل رہے ہیں۔ اس دور میں یہ مہنگائی لاہور والوں کی قسمت میں کیوں زیادہ آئی ہے؟

جناب سپیکر! وزیر قانون محترم ہیں، انہوں نے فرمایا ہے کہ facts کے ساتھ بات کی جائے تو میں facts لے کر آیا ہوں۔ اگر یہ چاہیں تو اس کی کاپی لے کر میڈیا میں hand out کروا دیں۔ مجھے تو شرمندگی ہو رہی ہے کہ اگر میں کبھی کراچی جاؤں گا تو وہ اپنے شہر کی قیمتیں دکھا کر مجھ پر طنز شروع نہ کر دیں کہ آپ کے پنجاب کا یہ حال ہے۔ آپ لوگ 18.9 ملین ٹن گندم produce کرتے ہو جبکہ سندھ نے میرے خیال میں تقریباً 4 ملین ٹن گندم produce کی ہوگی۔ اس کے باوجود کراچی میں لاہور کی نسبت سستا آٹا مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! لاہور میں دال کی ایک پلیٹ اوسطاً -/28 روپے میں ملتی ہے جبکہ یہ کراچی میں -/25 روپے میں مل رہی ہے۔ کوئی دال import نہیں ہوئی، یہیں سے جاتی ہے۔ وہاں پر ایک غریب آدمی کو دال کی پلیٹ -/25 روپے میں مل رہی ہے جبکہ یہاں لاہور میں اسے یہی دال کی پلیٹ 28 روپے میں مل رہی ہے، حالانکہ کراچی ایک مہنگا شہر ہے۔ وہ financial hub ہے، وہاں پیسا بھی زیادہ ہے لیکن پھر بھی وہاں پر لاہور کی نسبت دال سستی ہے۔ ہم سے سستی دال تو بنوں میں بھی ملتی ہے۔ وہاں پر 22 روپے میں دال کی پلیٹ ملتی ہے جبکہ لاہور میں یہی دال کی پلیٹ ماشاء اللہ 28 روپے میں مل رہی ہے۔

جناب سپیکر! سوائے افسوس کرنے کے میں اس بارے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ باقی اگر نمبروں پر بات کرنا چاہیں تو یہ میرے پاس حکومت پاکستان کا شائع شدہ inflation index ہے۔ کہا جاتا ہے، ہر وقت وزیر قانون صاحب بھی فرما رہے ہوتے ہیں اور حکومتی ممبران بھی کہتے ہیں کہ ہماری پارٹی کے دور حکومت میں مہنگائی بہت زیادہ تھی۔ حکومت پاکستان نے inflation کی جو ratios calculate کی ہیں وہ ملاحظہ کر لی جائیں۔ میں اپنے بھائیوں کی information کے لئے بتاتا چلوں کہ میں نے آپ کو جو یہ data دکھایا ہے اس میں ہوتا یہ ہے کہ جو بنیادی ضروریات ہوتی ہیں ان کی قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان کی average نکال کر ملک کی ایک average inflation دی جاتی ہے۔ اس کے مطابق سال 07-2006 میں ہماری پارٹی کے دور حکومت میں ملک کا lowest inflation level 2.9 percent رہا ہے اور یہاں پر 9 فیصد کا figure بھی لکھا ہوا ہے یعنی

ہمارے پانچ سالہ دور میں inflation کا highest level 9% رہا ہے اور lowest level تقریباً تین فیصد تھا۔ پچھلے دو سالوں میں اس مخلوط حکومت کی performance خود ہی انٹرنیٹ پر لکھی گئی ہے۔ محکمہ خوراک پنجاب اور محکمہ خوراک پاکستان کے نمبرز کو compile کر کے 20 % inflation level لکھا گیا ہے یعنی 20.30 فیصد کا نمبر دیا گیا ہے۔اس پر مجھے سوائے رونے کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

جناب سپیکر! چلیں، یہ تو حکومت پاکستان کے نمبرز ہیں، پتا نہیں کوئی کہے کہ شاید حکومت اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنے کی شوقین ہے اس لئے اپنے خلاف لکھ کر رکھا ہوا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو independent agencies ہیں ان کی reports ملاحظہ کر لیں، ورلڈ بنک کی شائع کردہ رپورٹ ملاحظہ فرمالیں۔اس کی کاپی میں نے ان کی ویب سائیٹ سے نکالی ہے۔اگر کوئی بھائی چیک کرنا چاہے تو ضرور انٹرنیٹ پر چیک کرے بلکہ میں بھی اس کی کاپی فراہم کرنے کو تیار ہوں۔اس میں ایک گراف بنایا گیا ہے جس میں ہر مہینے کی شرح لکھی ہوئی ہے۔ ہماری پارٹی کے دور حکومت کے آخری دو سالوں میں جو month over month changes ہیں اور جو inflation figures quote کی جا رہی ہیں اس کے مطابق ہماری highest figure 9.3 percent آتی ہے۔ جبکہ موجودہ حکومت کے highest figures جو میں ادھر دیکھ رہا ہوں وہ تقریباً 24.33 فیصد ہیں۔ یعنی ایک مہینے میں تقریباً 25 فیصد مہنگائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! باتیں تو ہم سب ہی کرنا جانتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ حکومت کیا کر رہی ہے؟ 8۔ارب روپے کی stated subsidy دی گئی ہے۔ یہ بھی میں نے حکومت پنجاب محکمہ خوراک کی ویب سائیٹ سے نکالا ہے۔اس میں آٹھ ارب روپے کی subsidy کا لکھا ہوا ہے۔اس کے باوجود اگر آٹا پنجاب میں کراچی کی نسبت مہنگا ملے تو پھر کتنا ظلم ہے۔ 8۔ارب روپے کی subsidy کے بعد بھی پنجاب میں آٹا کراچی کی نسبت مہنگا ہے جبکہ سندھ میں ایک روپے کی subsidy بھی نہیں دی گئی۔ شاید دی بھی گئی ہو لیکن ان کے بجٹ میں نہیں لکھی ہوئی۔ وہ 8۔ارب روپے کہاں گئے؟ حکومت سندھ کے finances کے اوپر ہم بعد میں بات کریں گے، frankly اس حوالے سے میرے پاس کوئی data موجود نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آٹھ ارب روپے کی subsidy کے بعد بھی اگر لاہور میں قیمتیں زیادہ ہیں تو اس کا پھر کیا جواز ہے؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میرے پاس wheat procurement کے figures ہیں۔ پچھلے سالوں کی نسبت اس سال گندم کی پیداوار زیادہ ہوئی ہے۔ یہ بھی حکومت پنجاب کا data ہے کہ اس سال تقریباً 18 ملین ٹن wheat produce ہوئی ہے جو کہ ایک ریکارڈ پیداوار ہے۔ پچھلے دس سالوں میں اتنی زیادہ پیداوار کبھی نہیں ہوئی۔ 2007 میں گندم کی پیداوار تقریباً اس سال کے نزدیک پہنچی تھی لیکن اس سال کی نسبت پھر بھی کم تھی۔ اس سال تقریباً 18 ملین ٹن گندم کی ریکارڈ production ہوئی اور اسی طرح procurement بھی ریکارڈ ہوئی ہے۔ یہ بھی ہم مانتے ہیں کہ صوبائی حکومت کی طرف سے procurement بھی ریکارڈ ہوئی ہے، 5.78 ملین ٹن کی procurement ہوئی ہے تو اس ریکارڈ procurement کے باوجود کیا جواز ہے کہ آٹا پنجاب میں مہنگا، لاہور میں مہنگا جبکہ کراچی میں سستا مل رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں اس بحث میں نہیں جانا چاہوں گا کہ subsidies کام کرتی ہیں یا نہیں کرتیں؟ آپ کی پارٹی کی governance کام کرتی ہے یا نہیں کرتی؟ اس کا فیصلہ عوام ہی کرے گی ہم نہیں کر رہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی سیاسی بحثوں میں کب تک لگے رہیں گے؟ ہمارے دور میں دال کی پلیٹ -/20 روپے کی تھی اب لاہور میں وہ پلیٹ 28.15 average روپے میں مل رہی ہے تو سفید پوش طبقہ کیا کرے؟ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں politics کو politics ہی رہنے دینا چاہئے۔ ہم اگر آج سے عوام کی خاطر مل بیٹھ کر کچھ کر سکتے ہیں تو اس کے لئے ہماری پارٹی حاضر ہے۔ اگر ہماری طرف سے کسی قسم کی کوئی مشاورت کی ضرورت ہے، اگر ہم کسی بھی قسم کی contribution کر سکتے ہیں تو ہم حاضر ہیں۔ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب خوشحال ہو، پنجاب کا نام ہو، ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب bankrupt نہ ہو، یہ ہمارا گھر ہے اور اگر پنجاب کا نقصان ہوتا ہے تو یہ میرے لئے فخر نہیں بلکہ شرمندگی کی بات ہے۔ میں صرف یہاں پر point out کروں گا اور پنجاب سے باہر جا کر میں اس کو point out کرنا بھی مناسب نہ سمجھوں گا۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تقریر میں اپنا نام رکھوا لیں اس میں پھر کھل کر بات کریں۔ (قطع کلامیاں)
جی، فرمائیں لیکن مختصر کریں کیونکہ یہ point of order ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کل میں اپنی پنجاب اسمبلی کی ڈسپنسری میں گیا تو وہاں ادویات نہیں تھیں۔ جب میں نے مزید probe کیا تو پتا چلا کہ جن دکانداروں سے ادویات لیتے تھے ان کا بل اتنا زیادہ ہو گیا کہ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو ادویات نہیں دیتے۔ جب میں نے سیکرٹریٹ فون کیا تو پتا چلا کہ پنجاب حکومت آٹے کی وجہ سے بھوکی ہو گئی ہے۔ ممبران کا ایک ہی استحقاق تھا اس کو بھی کھا رہی ہے۔ اصل میں تو اس پر تحریک استحقاق پیش ہونی چاہئے تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیال صاحب! اس حوالے سے میٹنگ ہوئی تھی اس پر 40 لاکھ روپے رکھ لئے گئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بات کے لئے یہ forum نہیں ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر discuss کریں، یہ on the floor of the House مناسب نہیں ہے۔ اس کو ہم نے already take up کیا ہوا ہے اور اس کے لئے پیسا رکھ دیا گیا ہے کیونکہ یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! پچھلے دور میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا کہ ممبران کو ادویات نہ ملی ہوں۔ کسی ممبر کو تکلیف ہو جائے تو کوئی چیز نہیں ہے لہذا استدعا ہے کہ kindly آٹے سے تھوڑے پیسے بچا کر ممبران کی ادویات خرید لی جائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ رانا ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اب رائے محمد شاہجہان خان!

رائے محمد شاہجہان خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارے ملک میں جو غذائی بحران جاری ہے میں اس کے دو نکات واضح کرنا چاہتا ہوں۔ قیمتوں کا تعین اور خوراک کی پیداوار کی supply کو مارکیٹ میں demand and supply کی forces طے کرتی ہیں۔ ہمارے ملک میں جب بھی چیزیں short ہوتی ہیں تو لازمی طور پر اس کی supply کم ہو جاتی ہے۔ Supply کا تعلق اس بات سے ہے کہ کاشتکار کو اس کا proper معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ مثال کے طور پر جب وہ چنا کاشت کرتا ہے تو اس کو فی ایکڑ اتنی آمدنی نہیں ہوتی کہ وہ اس میں interest لے، جب وہ سبزیاں کاشت کرتا ہے تو اس کو فی ایکڑ اتنی آمدنی نہیں ہوتی کہ وہ اس میں interest لے، نتیجتاً جب اس کی کاشت کم ہوتی ہے تو غذائی بحران کی ابتدا ہوتی ہے اس لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ کاشت کار کو اس کی فصل کا proper معاوضہ دیا جائے اور اس کے لئے ہمیں صوبے کے Chief Executive کی will کی

ضرورت ہے۔ کاشتکاروں کے لئے بہتر معاوضے کے بندوبست کو ensure کرنا ہی سب سے پہلا نکتہ ہے کیونکہ یہ آپ کی supply کو بڑھا سکتا ہے، غذائی بحران کو کم کر سکتا ہے اور اس سے خوراک پوری کی جا سکتی ہے۔ میں آپ کے توسط سے میاں محمد شہباز شریف سے استدعا کرتا ہوں کہ ایک ایسی دکان جس کو روز خسارے کا سامنا ہو وہ کبھی پھلتی پھولتی نہیں، اس کے کاروبار میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ وہ آہستہ آہستہ بیٹھتی جاتی ہے اور نتیجتاً کاروبار collapse کر جاتا ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کاشتکار کو اس کا معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ ہم نے بڑے زور شور سے دھان کی فصل اگائی اور میں خود ایم پی اے ہوتے ہوئے پاسکو کو ایک من دھان فروخت نہیں کر سکا اس لئے وفاقی حکومت سے ہماری استدعا ہے کہ اگر انہوں نے market forces کو کنٹرول کرنا ہے، اگر انہوں نے آکر کاشتکاروں کو سنبھالنا ہے تو ان کو مارکیٹ میں بروقت آنا چاہئے تھا اور ہمیں اس کا بہتر معاوضہ ملتا۔ آج دھان کا کاشت کار بیٹھ چکا ہے، اس کے ہاتھ سے فصل سستے داموں نکل گئی، نتیجتاً وہ اگلی فصل میں کھاد بھی نہیں ڈال سکا۔ یہ سب سے اہم مسئلہ ہے کہ کاشتکار کو اس کا معاوضہ ensure کیا جائے اور اسے encourage کیا جائے تاکہ وہ چیزوں کو پیدا کرے۔

جناب والا! دوسرا اس سے اہم معاملہ جو مہنگائی کا باعث ہے وہ ہمارے ملک کے اندر کاروبار کی monopolies ہیں مثال کے طور پر شوگر ملیں چند مخصوص ہاتھوں میں ہیں۔ وہ کاروبار میں زمینداروں کا استحصال کرتے رہے، نتیجتاً آج گنے کی پیداوار بھی بیٹھ چکی ہے۔ اسی طریقے سے خوردنی تیل کی بات لے لیجئے، تھوڑی سی solvent industry ہے جس کے ہاتھوں میں یہ کاروبار ہے۔ وہ اپنی مرضی کے rates لگاتے ہیں جس سے انہیں کاروبار کے اندر بڑا abnormal profit ہوتا ہے لیکن زمیندار کے ہاتھ میں کینولا اور سن فلاور کی کوئی ایسی price نہیں جاتی کہ اس کی طرف رغبت پیدا ہو اور کاشتکار اس کو کاشت کرنے کی طرف آئے اور ہمارے ملک کے اندر گھی سستا ہو سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح چند مخصوص لوگوں کے ہاتھ میں floor ملیں ہیں وہ اپنی مرضی سے ان کے rates مقرر کرتے ہیں۔ ہم جس سرمایہ دارانہ نظام میں رہ رہے ہیں اس میں free market کا حسن یہ ہے کہ یہاں پر مکمل مقابلہ رائج کیا جائے اور monopolies break کی جائیں اور یہ کام ہمارے سٹیٹ بنک اور کمرشل بنکوں کا ہے کہ جب وہ loans advance کرتے ہیں تو وہ دیکھیں کہ یہ کس کاروبار کے لئے جا رہا ہے، آیا یہ کوئی productive کاروبار ہے جس میں ہماری investment جا رہی ہے۔ سٹیٹ بنک نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور مختلف تاجروں کو اس

طرح سے loaning کی جا رہی ہے کہ وہ پورے ملک کا گھی اور چینی بھی اٹھا کر hold کر لیتے ہیں۔ ہمیں اس monopoly business کو توڑنا ہو گا اور ہم مختلف subsidies سے اس کو نہیں سنبھال سکتے۔ حضرت سلیمان کی بادشاہی چرند، پرند، حیوان اور جن کے اوپر تھی تو ایک دن ان کو خیال آیا کہ میں کیوں نہ مخلوق خدا کو ایک روز کا کھانا کھلاؤں۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو ایک مچھلی نمودار ہوئی اور اس نے کہا کہ مجھے تو دیں مجھے بڑی جلدی ہے تو پیغمبر وقت نے فرمایا کہ ٹھہرو! سب مخلوق آئے گی تو مل کے کھانا، اس نے کہا، نہیں جی، میرا ابھی بندوبست کریں تو انہوں نے فرمایا کہ کھالو۔ وہ مچھلی ایک نوالے میں سارا کھانا کھا گئی اور اس نے کہا کہ میں اڑھائی لقمے کھاتی ہوں، ایک میں نے کھالیا ہے باقی کا بندوبست کریں۔ ہم مخلوق خدا کو subsidies کے ذریعے آٹا سستا کر کے نہیں کھلا سکتے، ہم market mechanism کو کنٹرول نہیں کر سکتے کیونکہ ہم سرمایہ دارانہ economies کے اندر زندہ ہیں اس لئے ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ہمارے پاس ایک موثر ہتھیار ہے کہ ہمارا سٹیٹ بنک آگے آئے اور ایسے شعبوں کے اندر اپنی investment بڑھائے جن سے ہماری پیداوار بڑھ سکتی ہے، جن سے ہمارا زرعی شعبہ آگے آ سکتا ہے، جن سے ہمارے inputs کی انڈسٹری آگے پھیلے۔ میں یہاں آپ کے توسط سے وفاقی حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ سٹیٹ بنک اپنا کردار ادا کرے اور ایسے لوگوں کو industry solvent دی جائے جن کے پاس پہلے یہ industry نہیں ہے تاکہ اس industry میں پہلے سے موجود لوگوں کی monopoly break کی جائے، زیادہ ملیں مقابلے میں آئیں جس سے مارکیٹ میں مقابلے کا رجحان رائج ہو، یہ کام صوبائی حکومت کر سکتی ہے اور نہ market control force کرنے والا کوئی ادارہ کر سکتا ہے۔ یہ صرف اور صرف سٹیٹ بنک کی ذمہ داری ہے اور یہ Monopoly Commission کی ذمہ داری ہے کہ جو بڑے بڑے cartels پچھلے دور میں آمریت کی چھتری کے نیچے بنے ہیں۔ آج عوام الناس سے ہر چیز چھینی جا رہی ہے اور آج ہم غذائی بحران کا شکار ہیں۔ پچھلے 8 سالہ دور کی کارستانی ہے کہ ایسے لوگوں کو promote کیا گیا، ایسے بنکوں کے cartels بنائے گئے، ایسے investment کے cartels بنائے گئے کہ آج عوام الناس کے پاس پہننے کو کپڑا ہے اور نہ کھانے کو خوراک ہے اور ہم بھاگے پھر رہے ہیں کہ ان کو ایک ہزار یا دو ہزار روپے دیں اور سستی روٹی دیں۔ یہ بڑے اچھے اقدامات ہیں لیکن یہ جزوقتی ہیں اور یہ مسئلے کا حل بھی نہیں ہیں۔ ہمیں اپنی investment کا، صوبے کی investment کا اور اپنے ملک کی investment کا، رخ اس جانب موڑنا ہو گا تاکہ ہم monopoly کی قوتوں کو توڑ سکیں اور مکمل مقابلے کی فضا قائم ہو۔

آپ دیکھیں کہ ٹیلیفون ایک ایسا محکمہ ہے کہ جس میں پچھلے 8 سالوں میں مکمل مقابلہ رائج تھا جب PTCL کی monopoly گئی تو اب لوگوں کے ہاتھ میں موبائل فون ہیں اور ان کے ریٹ بہت سستے ہیں۔ اگرچہ کمپنیوں کو زیادہ منافع نہیں ہو رہا، بے شک نہ ہو یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے لیکن عوام الناس کو آج ایک سستی سہولت میسر ہے۔اس طرح کے اقدامات سے ہم monopoly کا خاتمہ کر کے اپنی investment کو صحیح سمت پر ڈال کر اس عذاب اور مصیبت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ میری آپ سے یہی التجا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں wind up speech کر سکوں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اپوزیشن کے معزز اراکین نے ابھی اس بحث کا آغاز کیا تھا۔ وہ بات کر کے چلے گئے ہیں۔ پنجاب کے عوام سے محبت کا یہ اظہار بڑا عجیب سا لگا ہے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔ میں زیادہ تنقید کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی ہمیں ضرورت ہے۔ یہاں ہمارا سامنا مہنگائی سے ہے اور آج ہم خوراک پر تقریر کر رہے ہیں تو یقیناً ان کی باتیں قابل ذکر تھیں اور ان کا جواب بھی انھیں سننا چاہئے تھا۔ مجھے رات 8 بجے پیغام ملا تھا کہ آج خوراک پر بحث ہے جو کہ قائد حزب اختلاف کی خواہش پر آج کا دن خوراک پر بحث کے لئے رکھا گیا لیکن یہ افسوس کی بات ہے کہ وہ اپنی بات کر کے چلے گئے صرف اپوزیشن کی ایک خاتون یہاں بیٹھی ہیں اور باقی سب چلے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو figures یہاں دی گئی ہیں یا جو بحث کی گئی ہے یہ بالکل اس لحاظ سے قابل ذکر نہیں ہے کہ کسی بھی چیز کو pin point کیا گیا، identify کیا گیا اور نہ ہی اس بارے میں ہم سے وضاحت لی گئی کہ پنجاب حکومت کیا کر رہی ہے۔ یہ طریقہ نہیں ہے کہ آپ غیر متعلقہ چیزیں پیش کریں اور بحث کا آغاز کر کے چلے جائیں۔

جناب سپیکر! میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ پنجاب حکومت اپنی ذمہ داریوں سے کسی لحاظ سے بھی آنکھیں نہیں چرا رہی۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ پیچھے جو دو procurements گزری ہیں اور ان کے ساتھ ہماری releases ہوئی ہیں۔ گندم ایک بہت بڑا factor ہے جو نہ صرف پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان کو ہم supply کرتے ہیں اور 80 فیصد خوراک پنجاب سے پورے ملک میں supply کی جاتی ہے۔ میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ bumper crop پچھلے سال پاکستان میں ہوئی اور اس کے

بعد ایک اور بڑا اعزاز جو وزیر اعلیٰ پنجاب، پنجاب حکومت بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو ملا۔ وہ یہ تھا کہ procurement کے لحاظ سے بہت سے ممبران زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور دیہاتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے یہ خدشات تھے کہ ہم شاید اس کو procure نہیں کر سکتے اور ہماری جو کاوشیں تھیں یا جس کا ہمیں معاوضہ ملنا تھا یا جو کاشتکار کا حق تھا وہ شاید نہ مل سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت اس میں سرخرو ہوئی ہے کیونکہ بہت سے نامساعد حالات کے باوجود، مالی وسائل کی کمی کے باوجود، محکمہ خوراک میں سٹاف کی کمی کے باوجود، storage capacity نہ ہونے کے باوجود زمیندار کو اس کا معاوضہ دیا ہے اور جس طرح سے procurement کی ہے اسے بھی پنجاب کی تاریخ سر فہرست رکھے گی کہ ہم نے 58 لاکھ ٹن گندم پچھلے سال procure کی۔ ہمارے پاس وسائل نہیں تھے لیکن ہم نے اس ایریا کو یعنی زراعت جسے ہم پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں۔ زمیندار ہمارے بھائی ہیں ہم نے انہیں اوپر لے کر آنا ہے۔ شہری علاقوں کے مقابلے پر دیہاتوں کو لے کر آنا ہے تو اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ ہمارے جو کسان بھائی محنت کر رہے ہیں اور پاکستان کے لئے گندم اور دیگر اجناس پیدا کر رہے ہیں تاکہ ان کو اس کا معاوضہ ملنا شروع ہو جائے۔ میں ان کو بتانا چاہتا تھا کہ یہاں پر آج ہم نے ان کو figure بتائی ہے کہ ہم نے urban area سے rural area کی طرف -/625 روپے گندم کی فی من قیمت تھی جسے بڑھا کر -/950 روپے فی من کیا گیا۔ اس طرح urban area سے rural area کی طرف 62۔ارب روپیہ گیا ہے اور اس سے ان کی economy بہتر ہوئی ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ان میں جو مایوسی تھی وہ ختم ہوئی ہے اور انھوں نے دیکھا ہے کہ اگر پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے یہ کہا تھا کہ ہم گندم کا ایک ایک دانہ خریدیں گے تو انھوں نے خرید کر دکھایا ہے۔ یہاں بہت نامساعد حالات تھے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ 142۔ارب روپے کی گندم ہم نے خریدی جس کے بارے میں آج کل کے دور میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے محکمے میں پہلے ہی افسران اور اہلکاران کم ہیں لیکن انھوں نے دن رات محنت کی اور وہ کام کر دکھایا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی رائے شاہجہان صاحب کہہ رہے تھے کہ معاوضہ نہیں مل رہا تو میں اس کے بارے میں تفصیل بتاتا ہوں کہ اس دفعہ گنے کی support price -/100 روپے مقرر کی گئی ہے لیکن مارکیٹ میں اس وقت شوگر ملوں کا مقابلہ ہے تو گنے کا ریٹ 160/150 روپے تک چلا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ہماری calculation کے مطابق اس سال

42-ارب روپیہ urban area سے rural area کی طرف جائے گا۔اس سے بڑھ کر ہم زمیندار کو کیا support کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ زمیندار کو اس کی محنت کا پھل مل رہا ہے۔ ان کی پاکستان اور پنجاب کے ساتھ محبت ہے اور ان کو جو چیلنج دیا گیا تھا کہ ہم نے خود کفیل ہونا ہے، اس ملک نے خوراک میں خود کفیل ہونا ہے اور ہم اس کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ ابھی یہاں پر یہ بات بھی کی گئی کہ دھان خریدی نہیں گئی۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت یا محکمہ خوراک نے کبھی بھی دھان نہیں خریدا۔ یہ Federal subject ہے اور وفاقی حکومت پاسکو کے ذریعے دھان خریدتی ہے۔ ہمارا 4۔ نومبر 2009 کو اسلام آباد وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں وفد گیا جس میں، میں اور وزیر زراعت بھی تھے اور ہمارے کسان بھائی بھی ساتھ تھے۔ وہاں وفاقی کابینہ کی میٹنگ تھی۔ اس سے پیشتر وزیر اعلیٰ صاحب کی خاص دلچسپی کی وجہ سے آدھ گھنٹے کے لئے وزیر اعظم پاکستان نے ہمیں موقع دیا کہ ہم ان سے علیحدہ میٹنگ کر سکیں۔ اس میٹنگ میں ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو 2 لاکھ کا target پیش کیا ہے، اس کو بڑھا کر 10 لاکھ کریں۔ اس بارے میں کابینہ نے فیصلہ کیا کہ اس کو 2 لاکھ سے بڑھا کر 10 لاکھ کر دیا جائے۔ اس لحاظ سے 5 لاکھ دھان پنجاب سے خریدا جانا تھا لیکن بعد میں سست روی نظر آئی، جس کی وجہ سے زمیندار کی مشکلات نظر آئیں تو پھر مجھے وہ وقت یاد ہے کہ رات 9 بجے وزیر اعلیٰ پنجاب، سیکرٹری خوراک، سیکرٹری زراعت اور سیکرٹری انڈسٹری کو طلب کیا اور ہمیں حکم دیا کہ اس وقت یہ issue بہت raise ہو چکا ہے۔ اگر وہاں سے سست روی ہے تو اس طرح زمیندار کا نقصان ہے۔ آپ فوری طور پر 24 گھنٹوں کے اندر اندر خریداری شروع کر دیں۔ ہم نے ان کو بتایا تو ان کے بھی علم میں تھا کہ ہم دھان کی خریداری نہیں کرتے۔ اس میں ہمارا تجربہ نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ اس وقت ہم نے زمیندار کو دیکھنا ہے۔ آپ سب کچھ arrange کریں، پیسا arrange کریں پھر اُسی رات وزیر اعلیٰ صاحب نے وزیر اعظم صاحب سے رابطہ کیا اور اُن سے منوالیا کہ آپ ہمیں دو اضلاع میں دھان خریدنے دیں جس میں ضلع گوجرانوالہ اور ضلع شیخوپورہ تھا۔ وہاں پر ہم نے اپنی efforts کے ساتھ 24 گھنٹے کے اندر اندر centres کھولے اور purchase شروع کر دی۔ پاسکو نے ہمیں 50 کروڑ روپے اس purchase کے لئے دینے تھے جو آج تک ہمیں نہیں ملے لیکن ہم نے کسی سے کوئی شکوہ شکایت نہیں کی۔ ہم نے اپنے محکمہ خوراک سے 34 کروڑ روپے کا دھان خریدا۔ ہمارے اس interference کی وجہ سے جو دھان سات ساڑھے سات سو روپے میں بک رہا تھا، اُسی

کی price آٹھ دنوں کے اندر اندر -/1000 روپے تک پہنچ گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زمیندار کے ساتھ ایک محبت کا رشتہ تھا جو ہم نے نبھایا تاکہ زمیندار کو جو مسائل پیش آرہے ہیں اُن کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی ہراج صاحب یہاں پر آ گئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے کمپیوٹر سے مختلف چیزیں اکٹھی کی ہیں۔ یہ کسی جگہ کا ذکر کر رہے تھے کہ دو روپے ریٹ کم ہے تو میں اس سلسلے میں ان کے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں جسے یہ نوٹ بھی کر لیں اور تصدیق بھی کر لیں کہ سندھ میں ex-mill بیس کلو آٹے کی قیمت -/580 روپے ہے، سرحد میں -/570 روپے ہے، بلوچستان میں -/580 روپے ہے اور پنجاب واحد صوبہ ہے جس میں ex-mill بیس کلو آٹے کا ریٹ -/557 روپے ہے حالانکہ پچھلے آٹھ دس ماہ میں اس کی قیمت بڑھی ہے۔ میں یہ ان کے ریکارڈ کی درستی کے لئے بتانا چاہتا ہوں، اِن کو میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے figures اس لحاظ سے اس لئے بھی گڑبڑ ہو گئے ہوں گے کیونکہ ان کو اس بات کا علم نہیں ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جو figures میں نے بتائے ہیں یہ حکومت پاکستان کے شائع شدہ ہیں، میں نے اپنی طرف سے کوئی feed نہیں کئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! already آپ نے اپنی تقریر میں بتایا ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کو بھی کہیں سے غلط figures ملے ہیں۔ میں ان کو ایک وجہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت سندھ کے پاس وہ گندم سٹاک میں موجود تھی جو پچھلے سال import کی ہوئی تھی جو ہر لحاظ سے خراب ہو رہی تھی۔ ویسے آپ کو بھی پتا ہے اور ہم نے بھی پنجاب میں اس کا تجربہ کیا ہے کہ وہ substandard تھی۔ اس گندم کو نکالنے کے لئے صوبہ سندھ میں -/300 روپے ریٹ کم کر دیا اور ایک لاکھ ٹن گندم -/300 روپے کم کر کے مارکیٹ میں بھیجی جس کی وجہ سے ان کو یہ spirit نہیں آیا۔ میں وہ figures بتا رہا ہوں جو official ہیں، اسے آپ حکومت سندھ کے محکمہ خوراک، حکومت سرحد اور حکومت بلوچستان سے چیک بھی کر سکتے ہیں اس کے باوجود اس میں کوئی فرق ہو تو ہم اس کے جوابدہ ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرے بھائی نے یہ بھی بات کی کہ ہماری حکومت کے پاس پیسا ہے لیکن اگر ہم اسے صحیح سمت کی طرف لے کر جائیں تو اُس سے بہتری آ سکتی ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے ہم تو ان سے مستفید ہونا چاہتے ہیں، اگر ان کے پاس اچھی تجاویز ہیں تو ہم انہیں adopt کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی شوگر مافیا اور شوگر کین کے حوالے سے بات کی گئی تو ہماری بڑی clear-cut ہدایات

ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس نے ہر ہفتے اس کو monitor کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ شوگر مل مالکان کس بھاؤ پر گنا خرید رہے ہیں اور خریدنے کے بعد چینی کس دام میں مارکیٹ میں آ رہی ہے۔ اگر وہ مالکان ناجائز منافع لے رہے ہیں تو گورنمنٹ اس کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتی۔ اس کے علاوہ ہماری wheat کی procurement policy جس کی سربراہی ہمارے بہت سے دوست کر رہے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس میں بہت سارے ایم پی اے حضرات اور منسٹر صاحبان شامل ہیں، ہم سب مل بیٹھ کر آئندہ procurement policy لا کر آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی ensure کرا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور پنجاب کی تاریخ میں 60 لاکھ ٹن گندم کو سنبھالنا اور دیگر چیزوں سے بچانا ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے جس پر ہم اپنی پوری تندہی سے کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو بچائیں کیونکہ یہ قوم کا سرمایہ ہے۔ پنجاب اس کو پوری طرح monitor بھی کر رہا ہے۔ ہمارے پاس صرف دو ماہ رہ گئے ہیں اور ہمارے پاس آج کے دن surplus wheat کا سٹاک تقریباً 41 لاکھ 16 ہزار ٹن موجود ہے لیکن وفاقی حکومت کو ہم نے 2.5 ملین ٹن کی request کی ہے کہ آپ اس کو اپنے reserves میں رکھیں۔ ان سے negotiation یہ چل رہی ہے کہ وفاقی حکومت 2 ملین ٹن کی بات کر رہی ہے اور ہم ان سے 2.5 ملین ٹن کی request کر رہے ہیں۔ اگر 2 ملین ٹن بھی وہ reserves میں رکھ لے تو پھر بھی ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس جو سٹاک carry forward ہوگا وہ 7 لاکھ ٹن سے زیادہ نہیں ہوگا۔ یہ بہت بڑی achievement ہے کہ ہم نے سات لاکھ ٹن کو procure کیا۔ پرسوں سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب کی صدارت میں ہماری میٹنگ ہو رہی ہے جس میں ہم procurement policy دے رہے ہیں۔ ہمارے زمیندار بھائیوں نے یہاں پر گندم پھر اسی امید پر کاشت کی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور اُن کی ٹیم جو وعدہ کرتی ہے پورا کرتی ہے۔ اسی تناظر میں ہم پرسوں اس پالیسی کا اعلان کر رہے ہیں جس کی وزیر اعلیٰ صاحب سے approval لے کر ہم اگلے ہفتے پالیسی کا باقاعدہ اعلان کر دیں گے۔ ہم زمیندار بھائیوں کو یہ یقین دہانی کرانا چاہتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے پنجاب حکومت پر اعتماد کیا تھا اس دفعہ بھی وہ اُسی اعتماد کے ساتھ آگے بڑھیں۔ یہ اجناس جو پیدا کر رہے ہیں وہ پنجاب اور پاکستان کے لئے کر رہے ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت 94۔ ارب روپے کی گندم ہمارے پاس پڑی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اگلے سال ہمیں 120۔ ارب مزید درکار ہوں گے تو یہ سب کچھ ہم نے وفاقی حکومت کی support کے ساتھ ہی

کرنا ہے۔ ہم نے وفاقی حکومت سے کہہ دیا ہے کہ اگلے سال ان زمینداروں کو مطمئن کرنا ہے اور ان کی گندم خریدنے کے لئے ہمیں 120۔ارب روپے کی ضرورت ہے تو انشاء اللہ ان کے ساتھ معاملات چل رہے ہیں یقیناً وہاں سے positive response آئے گا۔ پچھلے سال بھی وہ ہمارے ساتھ اسی طرح تعاون کے ساتھ چلتے رہے ہیں۔اس کے علاوہ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم میں یا ہمارے ملک میں کوئی کمی ہے تو ہم اس کو چھپانا نہیں چاہتے۔ میں بتاتا ہوں کہ اس سال چونکہ گنے کی پیداوار کم ہوئی ہے اس لحاظ سے پورے پاکستان میں دس لاکھ چینی کی کمی کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے 4۔نومبر 2009 کو وفاقی کابینہ کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ دس لاکھ ٹن چینی باہر سے درآمد کی جائے گی جس کے لئے دو ٹینڈر ہو چکے ہیں۔ چونکہ یہ وفاقی معاملہ ہے، وہی منگواتے ہیں اور وہی باہر بھجواتے ہیں لہذا پنجاب حکومت day to day اُن کے ساتھ رابطے میں ہے اور request کر رہی ہے کہ in time چینی آنی چاہئے تاکہ یہاں پر کوئی مسائل پیدا نہ ہوں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ آٹے اور چینی کی قیمت بڑھ رہی ہے۔ اگر آپ دو پونے دو سو روپے میں گنا فروخت کریں گے تو definitely اس کا اثر پڑے گا۔ ہم اپنے زمیندار کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ سو روپے میں ہی فروخت کریں۔ زمیندار کو -/625 روپے کی بجائے -/950 روپے گندم کی قیمت ملی ہے تو اس سے دیہاتوں اور ان علاقوں میں خوشحالی آئی ہے، اسی وجہ سے پاکستان اب گندم میں خود کفیل ہوا ہے۔ یہاں پر ہمارے قائد حزب اختلاف نے ابھی پانی کے حوالے سے بات کی اور وہ تین چار محکموں کو اکٹھا ہی لے کر چل پڑے۔ پانی کا اس وقت یقیناً ایک issue ہے جو نہ صرف پاکستان کا بلکہ پوری دنیا کا issue بن چکا ہے، اس پر وفاقی حکومت کام کر رہی ہے اور پنجاب حکومت پوری طرح اس کے ساتھ ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ پنجاب کے حصے کا پانی ہمیں ملتا رہے کیونکہ ہم نے اپنے وسائل کے مطابق چلنا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر گنے کی قیمتوں کے حوالے سے بات کی گئی تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ price difference اس لئے آ رہا ہے کہ سو روپے کی support price کی بجائے اس وقت تقریباً دو، پونے دو سو روپے تک مارکیٹ میں گنا خریدا جا رہا ہے لیکن اگر ہم اس کی اوسط نکالیں تو تقریباً -/150 سے -/160 روپے قیمت چل رہی ہے جس کی وجہ سے جو چینی بن رہی ہے اس کے تقریباً 60/61 روپے فی کلو کے production rates آ چکے ہیں۔ انہوں نے اکبری منڈی کی بات کی تو آج کا ریٹ وہاں پر 62/63 روپے فی کلو ہے۔ انٹرنیشنل مارکیٹ میں آٹھ سو ڈالر سے زیادہ پرائس ہو

چکی ہے لہذا ہماری کوشش ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ چینی پیدا کریں اور اپنے اوپر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔اس لحاظ سے ہماری کوشش ہے کہ جہاں جہاں مہنگائی کا معاملہ چل رہا ہے وہ کوئی ایسے ہی نہیں آگیا یاmismanagementکی وجہ سے نہیں آیا،وہ پرائس کی وجہ سے آیا ہے وہ سب کو برداشت کرنا پڑے گا لیکن اس کے باوجودgood governanceاور بہتر حکمت عملی سے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں جہاں ہم مہنگائی کنٹرول کر سکتے ہیں ہم کریں اور عوام کو سستی چیزیں مہیا کریں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 22۔جنوری2010بوقت صبح9.00بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔